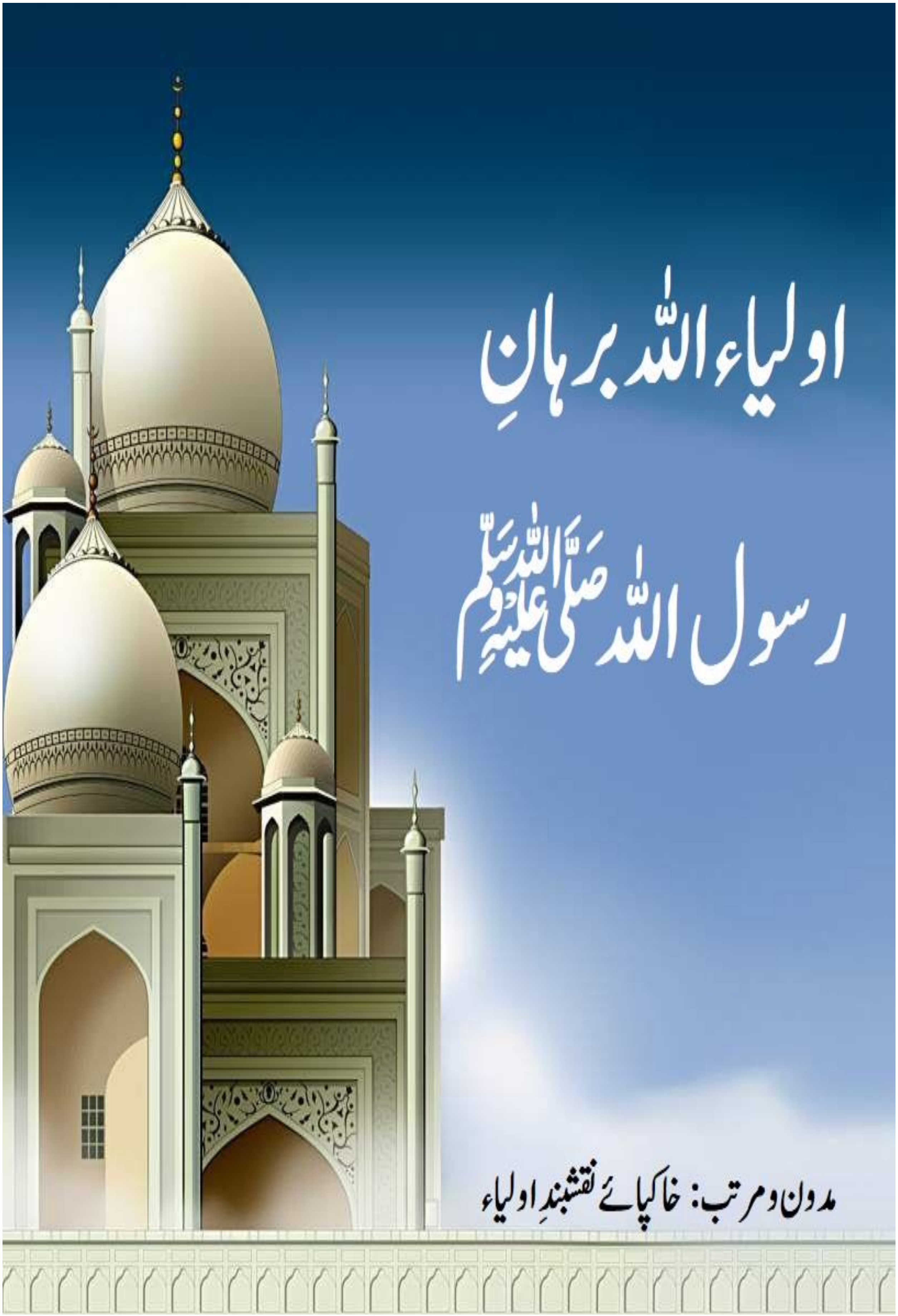

اولیاء اللہ برہانِ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

مدون و مرتب: خاکپائے نقشبندِ اولیاء

باب سوئم

اولیاء اللہ برہانِ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

اولیاء اللہ کی طرف سے مدد حقیقتاً اللہ تعالیٰ کی مدد ہے

- اگر اولیاء سے ربط ہو تو وہ زندگی میں اور مرنے کے بعد بھی مدد کرتے ہیں
- (الف) استمداد اولیاء پر حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ
- تقدیر مبرم کا بدلنا
- مخالف اور مہالک میں مدد کرنا
- روح کا کئی مقامات پر مدد کے لیے حاضر ہونا
- خرقہ ء قیومیت عطا ہونے پر اولیائے کبار کی روحوں کا حاضر ہونا
- کاملین کو اللہ تعالیٰ تمام اشیاء پر قیوم بنا دیتا ہے اور وہ مریدوں کی مدد بھی کرتے ہیں
- ارواح بھی وہ کام کرتی ہیں جو جسموں سے وقوع میں آتے ہیں
- روحوں کا پیدائش سے پہلے مدد کرنا
- شیخ کا کرتا بطورِ تبرک پاس رکھنے سے نتائج برآمد ہوتے ہیں
- سیر انفسی اور آفاقی میں آگاہی کا حاصل ہونا
- تصور شیخ سے روگردانی تباہی کا سبب ہے
- (ب) حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ وعقیدہ
- (ج) اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہ کا مزاروں پر چلّہ کشی کرنا
- (د) حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جسد مبارک کے ساتھ زندہ ہیں اور اب بھی امور دنیا پر انکی کچہری لگتی ہے
- (ح) استمداد از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد از وصال (چند اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال)
- امام عبد الوہاب قطب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ
- سیدی علی خواص رحمۃ اللہ علیہ
- شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت خواجہ علامہ علاؤالدین صدیقی غزنوی مدظلہ رحمۃ اللہ علیہ

اولیاء اللہؒ کی طرف سے مدد حقیقتاً اللہ تعالیٰ کی مدد ہے

کوئی شخص اس وقت تک مقامِ ولایت پر فائز نہیں ہو سکتا جب تک اسکا ہر ایک عمل محض اللہ تعالیٰ کی رضاو خوشنودی کے لیے نہ ہو۔ رضائے الٰہی کے اس پیکر کے اپنے لئے اور اپنے وابستگان کے لئے مانگی گئی دعا اگر شرف قبولیت سے نوازی جائے تو یہ اس پر اللہ تعالیٰ کی خاص لطف وعنایت اور فضل وکرم کی علامت ہوتی ہے۔ اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی ارواح بھی اللہ تعالی کے حکم سے اپنے ارادت مندوں کی امداد کرتی ہیں۔ اس نوعیت کی امداد کرنے کی استطاعت صرف اولیاء اللہ کو ہی میسر ہوتی ہے اور وہ اس وقت تک دعا نہیں مانگتے جب تک خدا کا اذن نہ ہو اولیاء کی اس امداد کو استمداد از غیر اللہ قرار دینا عقل سے بعید ہے۔ امداد از اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ میں اللہ تعالی کے نام کی شرکت ہی غیر اللہ کی نفی کو ظاہر کرتی ہے، لہٰذا غیر اللہ کا نام اس سے اُٹھ جاتا ہے۔ اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالی کی طرف سے غیر معمولی کام کرنے کی قدرت عطا کی جاتی ہے لہٰذا ایسے غیر معمولی قدرت والے امور کا وارد ہونا ان کی شان سے بعید نہیں۔ انسان کے سر پر خلافت الٰہی کا تاج رکھا گیا ہے اور اس کو خاص اختیارات سے نوازا گیا ہے۔ اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں پر ایسے اعمال سرزد ہوتے ہیں جن پر فرشتے بھی وجد کرتے ہیں۔

اگر اولیاء سے ربط ہو تو وہ زندگی میں اور مرنے کے بعد بھی مدد کرتے ہیں

یہ مسئلہ متنازعہ فیہ ہے کہ اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہ اپنے عقیدت مندوں کی حاجات میں امداد کرنے کی استطاعت رکھتے ہیں یا نہیں رکھتے؟ حالانکہ انسان کی تخلیق میں سب سے زیادہ فضیلت اسی بات میں ہے کہ وہ دوسروں کے لیے اپنے دل میں درد پیدا کرے اور ایک دوسرے کی مصیبت میں نہ صرف کام آئے بلکہ اپنے بھائیوں کے لیے ایثار بھی کرے۔ اسلام کا مذہب ہی بھائی چارہ کا مذہب ہے اور سورۃ الزخرف آیت 67 میں ہے کہ قیامت کے دن جگری دوست بھی ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں گے سوائے متقی لوگوں کے ان متقی لوگوں کی دوستی قیامت کے دن بھی سلامت رہے گی اور ان کو اللہ تعالی نے اذن عطا کر دیا ہے کہ جس کی چاہیں مدد کریں لہٰذا مرنے کے بعد مدد کرنے میں شرک کی کونسی بات ہے؟ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

اولیا را هست قدرت از اله　　تیر جسته باز گردانند ذراه

(اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالی کی طرف سے اس قدر قدرت حاصل ہوتی ہے کہ وہ کمان سے نکلے ہوئے تیر کو راہ سے موڑ سکتے ہیں)

ہم دیکھتے ہیں مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فیصلہ قرآن کے عین مطابق ہے کیونکہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کا تخت سینکڑوں میل کی مسافت سے اپنے پاس طلب فرمایا اور آصف بن برخیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے آنکھ جھپکنے سے پہلے ہی حاضر کر دیا، تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس عمل کو اللہ تعالی کی طرف سے ایک عمل قرار دیا اور فرمایا: "**هٰذا من فضل ربیّ**" اس دلیل سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ معترض حضرات کی یہ تکرار محض لفظی اور ظاہر داری پر مبنی ہے۔ اگر کوئی شخص کسی اہم بات کو سمجھنا چاہے تو اس کے لئے یہ لازم ہے کہ وہ اپنے ذہن کو آلائشی اندازوں سے ہٹالے اور امت کے اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہ کے فیصلوں کی طرف رجوع کرے تاکہ اسے اس رحمت سے حصہ ملے جو اولیاء کی جماعت پر نازل ہوتی ہے۔ ایک مسلمان ایسے پیچیدہ مسئلوں کو عقل سلیم اور قلب منیب کے ساتھ حاصل کر لیتا ہے۔ ایسی باتوں کے ماننے کے لیے وہ یہ کبھی نہیں کہتا: "لو لا انزل علینا الملائکۃ" (کے ہم پر فرشتے کیوں نہ اتارے گئے) عوام کو مزید تسلی اور روحانی مسرت کے لیے اس موضوع پر کہ اولیائؒ کیا زندگی میں اور انتقال کرنے کے بعد بھی مدد کر سکتے ہیں نیچے چند بصیرت افروز دلائل پیش کیے جا رہے ہیں تاکہ قارئین اسے پڑھ کر اپنے دلوں میں وجدانی کیفیت محسوس کریں۔

(الف) استمداد اولیاء پر حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اس بات پر قوی ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالی نے اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہ کو اس حد تک طاقت بخشی ہے کہ وہ جو چاہیں اور جس طرح چاہیں تصرف کر سکتے ہیں چنانچہ مکتوبات شریف میں سے چند اقتباسات پیش کیے جا رہے ہیں

1- تقدیر مبرم کا بدلنا

مکتوب 217 دفتر اوّل حصہ سوم میں آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تقدیر دو قسم کی ہوتی ہے ایک مبرم اور ایک غیر مبرم۔ قضائے مبرم وہ ہوتی ہے جسے اٹل کہا جاتا ہے اور وہ کسی حال میں تبدیل نہیں ہو سکتی مگر حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی نے مجھے تقدیر مبرم کے بدلنے پر بھی اختیار عطا کر دیا ہے کہ اگر چاہو تو اس میں بھی تصرف کر سکتا ہوں چنانچہ مردوں زندہ کرنا اور بارہ برس کے بعد دریا میں ڈوبی ہوئی بارات کا دریا سے نکالنا حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی اس نوعیت کی مثالیں ہیں۔ حضرت مجدد رحمتہ اللہ علیہ نے بھی اپنا ایک واقعہ حضرت طاہر بندگی رحمتہ اللہ علیہ کے متعلق مکتوبات میں بیان فرمایا ہے (تقدیر مبرم کے بدل دینے کی سند کے لیے مکتوب مذکور کو ملاحظہ فرمائیں)

2- مخالف اور مہالک میں مدد کرنا

مکتوب نمبر 58 دفتر دوم حصہ ہفتم میں آپ سے یہ سوال پوچھا گیا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ اور دیگر اولیاءؒ سے کچھ ایسے نادر افعال منقول ہیں جو اس دنیا میں آنے سے پہلے ان سے صادر ہوئے اور اگر ایسا ہے تو پھر یہ تناسخ کے بغیر کیسے ممکن ہے؟ آپ نے اس سوال کا جواب کافی طوالت سے بیان فرمایا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اولیاء کے اس نوعیت کے تمام اعمال اللہ تعالی کی مشیت سے ہوئے اور یہ کرامات ان بزرگوں کی ذات کے مختلف مثالی اور لطیف اجسام میں آنے کے بعد وارد ہوئیں۔ ان کا کوئی دوسرا جسم نہیں تھا ۔تناسخ یہ ہے کہ روح اپنے جسم کے علاوہ کسی اور چیز سے تعلق رکھتی ہو اور جب روح خود ہی کوئی جسم اختیار کرے تو یہ تناسخ کیسے ہوا جنوں کو اللہ نے یہ طاقت دے رکھی ہے کہ وہ مختلف شکلیں اختیار کر سکتے ہیں (اسی طرح فرشتے بھی آدمی کی شکل میں آتے ہیں) اور اگر کاملین کو بھی اللہ تعالی یہ طاقت دے تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے جبرائیل علیہ السلام کا حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل میں آنا تو صحیح بخاری کی ایک حدیث میں وارد ہوا ہے۔

3- روح کا کئی مقامات پر مدد کے لیے حاضر ہونا

مذکورہ بالا جواب کے تسلسل میں حضرت مجدد رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض اولیاء رحمتہ اللہ علیہ سے نقل ہے کہ وہ ایک وقت میں کئی ایک مقامات پر حاضر ہوتے ہیں اور ان سے مختلف اعمال وقوع میں آتے ہیں کیونکہ ان کے لطائف مختلف جسم اور مختلف اشکال اختیار کر سکتے ہیں۔ کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ ایک شخص اگرچہ وہ ہندوستان میں ہوتا ہے مگر لوگ اس کو حج میں موجود پاتے ہیں اور ان سے معاملات کا وارد ہونا بھی بیان کرتے ہیں کسی نے اس شخص کو روم میں دیکھا اور کسی نے اس کو بغداد میں دیکھا یہ سب اس عزیز کے لطائف کی شکلیں ہیں جو مختلف اشکال میں ظاہر ہوتی ہیں۔ فرماتے ہیں کہ کبھی اس بندے کو ان واقعات کی خبر بھی نہیں ہوتی اور وہ کہتا ہے کہ میں تو گھر سے باہر بھی نہیں نکلا اور نہ ہی میں نے کبھی حرم کعبہ کو دیکھا ہیں اور نہ ہی روم اور بغداد کو پہچانتا ہوں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگ مختلف شکلوں میں دیکھتے ہیں اور ان سے استفادہ کرتے ہیں اور پیروں کی مثالی صورتوں سے مرید اپنی مشکلات حل کرواتے ہیں۔

مذکورہ بالا سوال کے جواب میں حضرت مجدد رحمتہ اللہ علیہ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اس طرح حاجت مند لوگ اولیاء اللہ رحمتہ اللہ علیہ سے زندگی میں بھی اور موت کے بعد بھی مخالف اور مہالک میں امداد طلب کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ اولیا کرام رحمتہ اللہ علیہ کی صورتیں حاضر ہو جاتی ہیں اور ان کے مصائب کو دور کر دیتی ہیں ان اولیاء اللہ رحمتہ اللہ علیہ کو کبھی اس کی اطلاع ہوتی ہے اور کبھی نہیں ہوتی۔

4- خرقہء قیومیت عطا ہونے پر اولیائے کبار کی روحوں کا حاضر ہونا

تذکرہ مشائخ نقشبندیہ میں علامہ نور بخش توکلی رحمتہ اللہ علیہ صفحہ نمبر 204 لکھتے ہیں کہ شاہ کمال کیتھلی رحمتہ اللہ علیہ کے پوتے شاہ سکندر کیتھلی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالی عنہ کا خرقہ جو شیخ عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی معرفت سے ان تک پہنچا تھا حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں بمطابق وصیت پہنچایا تو آپ وہ خرقہ پہن کر حرم سرا میں تشریف لے گئے آپ نے دیکھا کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ مع اپنے تمام خلفاء کے وہاں پہنچے۔ اس کے بعد مشائخ نقشبندیہ کبرویہؒ اور چشتیہؒ بھی وہاں حاضر ہو گئے اور سب نے دعوی کیا کہ حضرت مجدد رحمتہ اللہ علیہ ان کے سلسلے کے پروردہ ہیں اور بالآخر مشائخ کبرویا رحمتہ اللہ علیہ اور چشتیہ رحمتہ اللہ علیہ نے ان گروہوں میں صلح کرا دی اور ہر ایک نے آپؒ کو اپنی نسبت سے سرفراز فرمایا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تمام اولیائے کرام رحمتہ اللہ علیہ کی روحیں خاص خاص موقعوں پر یکجا بھی ہوتی ہیں

اور انفرادی طور پر بھی تشریف لاتی ہیں روحوں اور ملائکہ کے نازل ہونے کا ذکر سورہ قدر میں بھی آیا ہے۔ تربیت عشاق میں ہے کہ حضرت میر سید علی ہمدانی کشمیری رحمتہ اللہ علیہ نے بیک وقت چالیس آدمیوں کے گھر جاکر کھانا تناول فرمایا اور ہر جگہ بیٹھ کر ایک مختلف غزل لکھی۔

5 - کاملین کو اللہ تعالیٰ تمام اشیاء پر قیوم بنا دیتا ہے اور وہ مریدوں کی مدد بھی کرتے ہیں

مکتوب نمبر 74 صفحہ (1188) دفتر دوم حصّہ ہفتم میں حضرت مجدد رحمتہ اللہ علیہ اولیاء اللہؒ کے کمالات اور تصرفات کے متعلق لکھتے ہیں کہ کامل انسان کا معاملہ اللہ تعالیٰ اس حد تک پہنچا دیتے ہیں کہ بحکم خلافت اسکو تمام اشیاء کا قیوم بنا دیتے ہیں اور پوری مخلوق کے وجود اور بقا کے تمام کمالاتِ ظاہری و باطنی اور متعلقہ فیوض و برکات اسی کے واسطے سے پہنچاتے ہیں فرشتے اور جن اسی سے منسلک ہیں اور انسان و جن اسی کے ساتھ چمٹے ہوئے ہیں

درج بالا دفتر (ص 1211) میں حضرت مجدد رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مرید رشید اور مستعد طالب ہر وقت طریق سلوک میں پیر کی کرامات اور خوارق کا احساس کرتا ہے اور غیبی معاملے میں ہر وقت اسکی مدد چاہتا ہے مرید پیر کی کرامات کا احساس کیوں نہ کرے کہ پیر نے اس کے مردہ دل کو زندہ کر دیا ہے۔

6 - ارواح بھی وہ کام کرتی ہیں جو جسموں سے وقوع میں آتے ہیں

مکتوب نمبر 282، دفتر اوّل حصہ پنجم صفحہ نمبر 753 پر فرماتے ہیں کہ ایک دن ہمارے ذکر کی مجلس میں حضرت الیاس علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام روحانی صورت میں حاضر ہوئے اور روحانی ملاقات میں انہوں نے فرمایا کہ ہم عالم ارواح میں سے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہماری ارواح کو ایسی قدرت کاملہ عطا کر رکھی ہے کہ اجسام کی شکل میں متمثل ہو کر وہ کام کریں جو جسموں سے وقوع میں آتے ہیں یعنی جسمانی حرکات و سکنات، جسدی طاعات و عبادات ہماری ارواح سے صادر ہوتی ہے (آپ کا یہ کلام طویل ہے)

یہ بات بھی غور طلب ہے کہ مجمع البحرین (جہاں دو سمندر ملتے ہیں) پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تلی ہوئی مچھلی کے زندہ ہونے کا ذکر تو قرآن کریم میں بھی آچکا ہے (دیکھیے الکھف آیت 60) لہٰذا ان بزرگوں کی کرامات پر شک کرنا بالکل فضول اور بے جا بات ہے۔ ان کے پاس رکھی جانے والی مچھلی کا یہ حال ہو تو پھر کون سی بات ہے جس پر تعجب اور انکار کی گنجائش ہے۔

7 - روحوں کا پیدائش سے پہلے مدد کرنا

مکتوب نمبر 28 دفتر دوم حصہ اول میں حضرت مجدد رحمتہ اللہ علیہ حضرت محمد صادق کشمیری رحمتہ اللہ علیہ کو لکھتے ہیں کہ رشحات میں بابا ابریز رحمتہ اللہ علیہ کے متعلق ذکر آیا ہے کہ انہوں نے یہ کہا ہے کہ جب حق سبحانہ و تعالیٰ کے ہاں حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی گوندھی جا رہی تھیں تو میں اس میں پانی ڈال رہا تھا۔ حضرت مجدد رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ بات درست ہو سکتی ہے کیونکہ جب ملائکہ کو اس کام میں حصہ لینے کی اجازت دی گئی تو اس بزرگ کی روح کو بھی اجازت دی جاسکتی ہے اور پھر یہ بھی ہے کہ ان کی پیدائش کے بعد بابا ابریز کو اس کی خبر دی گئی ہو۔(کچھ بزرگ ایسے بھی ہیں جن کے کانوں میں ابھی تک **"الست و بربکم "** کے الفاظ سنائی دیتے ہیں) حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ جائز ہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ ارواح مجردہ کو ایسی قدرت عطا کریں کہ ان سے افعالِ اجسام صادر ہوں۔ بعض اکابرین نے اپنے ان افعالِ شاقہ سے آگاہ کیا ہے جو ان سے ان کے وجود عنصری میں آنے سے زمانہ ہائے دراز پہلے صادر ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کہ میرا گمان ہے کہ پہلی امتوں کے اولیاءؒ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے وجود عنصری میں تشریف لانے سے پہلے ان کی روحانیت سے تربیت پا کر ولایت کے مقام پر فائز ہوتے رہے۔ مکتوب نمبر 132، دفتر سوم حصہ دوم صفحہ 1625 پر لکھتے ہیں کہ جو راستے اللہ تک پہنچانے والے ہیں وہ دو ہیں جن میں سے ایک راستہ قرب ولایت سے تعلق رکھتا ہے اور اس کے پیشوا حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مقام میں ان کے ساتھ شریک ہیں۔ فرماتے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی جسدی پیدائش سے پہلے اس مقام کے ملجاو ماویٰ تھے جیسا کہ آپ رضی اللہ عنہ کی پیدائش کے بعد ہیں اور جس کو بھی فیض و ہدایت پہنچی اسی راہ سے پہنچی اور وہ ان کے ہی ذریعے سے پہنچی کیونکہ وہ اس راہ کے آخری نقطہ کے نزدیک ہیں اور اس مقام کا مرکز ان سے تعلق رکھتا ہے (اس کے بعد آپ نے اور بھی کلام کیا جو ان شاءاللہ ہماری کسی دوسری کتاب میں آئے گا) (اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے پہلے راستے کی تفصیل اور دوسرے راستے کے متعلق معلومات درج بالا مکتوب سے ہی مطالعہ فرمائیں کیونکہ یہ بیان کافی طویل ہے اور اگر یہ معاملہ سمجھ میں نہ آئے تو کسی بزرگ عالم سے دریافت فرمائیں)۔

8- شیخ کا کرتا بطورِ تبرک پاس رکھنے سے نتائج بر آمد ہوتے ہیں

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نمبر 190 دفتر اول حصہ سوم (ص 428) میں ذکر کا طریقہ بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ اگر بوقت ذکر الہیٰ (چشم تصور میں) بے تکلف پیر کی صورت ظاہر ہو تو اسے بھی دل میں بٹھا کر ذکر کرے۔ تم جانتے ہو کہ پیر کیسی ہستی ہے۔ پیر وہ ذات ہے جس سے تم جنابِ قدس خداوندی جلَّ شانہٗ تک پہنچنے کے راستے میں استفادہ کرتے ہو اور اس راہ میں طرح طرح کی مدد اور اعانت حاصل کرتے ہو۔ خالی کلاہ، چادر اور شجرہ جو مروج ہو چکا ہے پیری مریدی کی حقیقت سے خارج ہے اور عادات اور رسوم میں داخل ہے۔ہاں یہ بات درست ہے کہ شیخ کامل مکمل کا کرتہ بطور تبرک اپنے پاس رکھے اور اس کے ساتھ اعتقاد اور اخلاص کے ساتھ زندگی گزارے۔ شیخ کے کرتے کو پاس رکھنے سے ثمرات اور نتائج کا قوی احتمال ہے (یاد رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے بھی اپنا چوغہ مبارک حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے لئے ارسال کیا تھا جو اب تک سلسلہ نقشبندیہ کے پیر خان صاحب مرحوم کے آستانہ عالیہ موہڑہ شریف میں محفوظ ہے)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مذکورہ بالا بیان سے تین باتوں کا علم ہوتا ہے۔اولاًیہ کہ آپ تصور شیخ کے قائل ہیں لیکن کچھ حضرات کو اس میں بھی شرک کی بو آتی ہے اور دوسرا یہ کہ آپ پیرومرشد سے مدد اور اعانت کے قائل اور معتقد ہیں اور تیسرا یہ کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہ کے تبرکات کو پاس رکھنے کے قائل ہیں اور اس اعتقاد کو شرک یا بدعت قرار نہیں دیتے تبرکات کا مختصر ذکر نیچے کیا جارہا ہے۔

9- سیر انفسی اور آفاقی میں آگاہی کا حاصل ہونا

مکتوبات میں متعدد بار حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے انفس و آفاق کی سیر کا ذکر کیا ہے اور عالم ملکوت اور اس سے اوپر کے عوالم کے مشاہدات کی تفصیل درج کی ہے۔ حضرت بہاءوالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ہم نے مسلسل چالیس سال سے آئینہ داری کی ہے اور ہمارے آئینے نے کبھی غلطی نہیں کی۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر مشائخ کا قول ہے کہ اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے تمام کائنات ایسی ہوتی ہے جیسے کوئی اپنی ہتھیلی پر تل دیکھ لیتا ہے اور قطب مدار تمام دنیا کی سیر ایک رات میں کر لیتا ہے اور جس کو چاہے دکھا بھی سکتا ہے۔

10- تصور شیخ سے روگردانی تباہی کا سبب ہے

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نمبر 30 دفتر دوم حصہ اول میں تصور شیخ کے شغل کو نہ صرف جائز بلکہ طالبان حق کے لیے نہایت ضروری قرار دیتے ہیں (اس کی تفصیل اسی کتاب میں "مشائخ کے اقوال اور احوال" کے عنوان سے بیان کر دی گئی ہے) آپ رحمۃ اللہ علیہ اس بیان کے بعد لکھتے ہیں کہ سالک کو چاہئے کہ اپنے مرشد کے رابطے کو سعادت کا ذریعہ جانے نہ کہ اس بدنصیب گروہ میں شامل ہو جو اپنے آپ کو تصور شیخ سے بے نیاز جانتا ہے اور اپنے قبلہ توجہ کو اپنے شیخ سے پھیر لیتا ہے اور اپنے معاملے خراب اور تباہ کر لیتا ہے۔ آپ کے اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر مرید کا رابطہ قائم ہو تو اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہ حیات میں اور وصال کے بعد بھی مدد فرماتے ہیں اور ان سے روگردانی کرنے والے کے روحانی احوال تباہ ہو جاتے ہیں۔

(ب) حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ وعقیدہ

حضرت داتا گنج بخشؒ علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اللہ رب العزت کے مقرب اولیائے عظام رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنی مشکلات میں استمداد اور ان کی ارواح مقدسہ سے فیوضات و برکات حاصل کرنا جائز قرار دیا ہے بلکہ آپ نے تو اپنے تو اپنی کتاب کشف المحجوب میں ایسے لاتعداد واقعات درج کئے ہیں جن سے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابو سعیدؒ، حضرت ابو العباس مہدی سیاری رحمۃ اللہ علیہ جیسے بلند پایہ اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دیگر متعدد صلحائے عظام رحمۃ اللہ علیہ کے مزاروں پر آپ کا اور دوسرے اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہ کا مجاورت کرنا ثابت ہوتا ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ ان مقربین خدا کے مزارات مقدسہ پر اس وقت تک مجاورت کرتے جب تک ان کا روحانی حل نہ ہو جاتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خصوصی طور پر حضرت ابو العباس مہدی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرمایا ہے کہ "مرو کے شہر میں ان کا یہ اثر ہے کہ لوگ اپنی حاجت روائی کے لئے ان کی قبر پر جاتے ہیں اور بامراد واپس آتے ہیں۔ آپ حصول مقاصد کے لئے اہل اللہ کی قبر پر جانا مجرب فرماتے ہیں۔ لہٰذا حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر بزرگان دین کے عمل سے یہ بات پایہء ثبوت تک پہنچتی ہے اس دنیائے فانی سے انتقال کر جانے والے اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہ بقائے دائمی حاصل

کر لیتے ہیں اور ان کی ارواح سے استمداد واستعانت عین حق ہے جس کا انکار آفتاب ضو فشاں کا کھلا انکار ہے اور بزرگوں کے ایسے تصرفات سے انکار کو عقل سلیم ہر گز تسلیم نہیں کرتی۔

(ج) اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہ کا مزاروں پر چلّہ کشی کرنا

حضرت معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ اور بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ سینکڑوں ایسے بزرگ ہو گزرے ہیں جنہوں نے کامل اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہ کے مزاروں پر چلہ کشی کی اور ان سے فیوضات حاصل کیے۔ مذکورہ بالا دونوں عظیم بزرگوں کا حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر چلہ کشی ہونے کے حجرے ابھی تک موجود ہیں اور تاریخ اس پر شاہد ہے۔

(د) حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جسد مبارک کے ساتھ زندہ ہیں اور اب بھی امور دنیا پر انکی کچہری لگتی ہے

مدارج نبوت، حصہ اوّل صفحہ 258 پر شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ صحیح روایات کے مطابق اس بات پر تمام امت کا اجماع ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یقیناً موت کا ذائقہ چکھا اور اس دنیا سے رحلت فرما گئے لیکن بعد ازاں حق تعالیٰ نے آپ کو زندہ فرمادیا (یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارکہ کو عالم بالا میں لے جایا گیا تو ان کی شایان شان کوئی جگہ نظر نہ آئی اور آخر یہی فیصلہ کیا گیا کہ آپ ﷺ کی روح مبارک کو ان کے جسد اقدس میں ہی لوٹا دیا جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا) حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں خدا تعالیٰ کے نزدیک اس سے زیادہ مکرم ہوں کہ وہ قبر میں مجھے چالیس دن سے زیادہ رکھے۔ نیز اللہ تعالی نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء علیہ السلام کے جسموں کو کھائے لہذا حضور اکرم ﷺ حیاتِ جسمانی اور بدنی کے ساتھ زندہ ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکھتے تھے۔ یہ حیات شہداء کی حیات سے زیادہ کامل ہے، کیونکہ شہداء کی حیات روحانی اور اخروی ہے اور یہ روح کے لیے ثابت ہے اور حق تعالیٰ قادر ہے کہ ان کی روحوں کے لیے اجسام مثالیہ اس عالم میں پیدا فرمائے یا انہی اجسام میں رکھے جو ان کے لیے ظروف کا حکم رکھتے ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ مسلمانوں کی روحیں سبز پرندوں کے جوف میں ہیں جو عرش کے نیچے قندیلوں کے نیچے آسائش پاتے ہیں یا جنت میں رہتی ہیں لیکن انبیاء علیہ السلام کی ارواح مقدسہ انہیں ابدان طیبہ میں لوٹا دی جاتی ہیں جو وہ دنیا میں رکھتے تھے۔ ان کے اجسام وابدان نہ بوسیدہ ہوتے ہیں اور نہ خاک بنتے ہیں حق تعالیٰ قادر ہے کہ ارواح کو بغیر ابدان کے محفوظ رکھے لیکن ان کے لیے ابدان میں وجود رکھنے پر نقل وارد ہے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قبر میں نماز پڑھنا جیتے بدن کا تقاضا رکھتا ہے۔ وہ صفات جو انبیاء علیہ السلام کے بارے میں شب معراج میں منقول ہیں وہ صفات اجسام کی ہیں، ان سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ حیات حقیقی ہو جو وہ دنیا میں رکھتے تھے ہو سکتا ہے کہ برزخ میں ان کے کھانے پینے کے احکام کچھ اور ہوں۔ ممکن ہے کہ وہاں خوراک روحانی ہو۔ حضور ﷺ نے بھی فرمایا تھا "**ہویطعمنی و یسقینی**" (کہ اللہ تعالی مجھے کھلا تا پلا تا ہے) جہاں تک حضور ﷺ کے امورِ دنیا میں فیصلے صادر فرمانے کا تعلق ہے اس کے متعلق زیادہ تفصیل اس جگہ شامل کرنا ممکن نہیں البتہ حضرت عبد العزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ کی لکھوائی گئی کتاب "خزینہءمعارف" میں اس کا تذکرہ موجود ہے شائقین حضرات اس سے رجوع فرمائیں اس کے علاوہ سیرت اور تصوف کی بہت سی کتابوں میں بھی اس حقیقت کا ذکر کیا گیا ہے بلکہ جو لوگ روحانی دنیا میں قدم رکھتے ہیں وہ خود ایسی مجلسوں کا ملاحظہ کر چکے ہیں۔

(ح) استمداد از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد از وصال (چند اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال)

بعد از وصال حضور ﷺ کا چشمہ فیض اسی طرح جاری ہے جس طرح حیات ظاہری میں تھا اس سلسلے میں لاکھوں روایات موجود ہیں لیکن چند مشہور روایات کے نمونے اس جگہ پیش کیے جائیں گے۔ عبد العزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کچہری اب بھی لگتی ہے جس میں دنیا کے اہم امور کے متعلق فیصلے کئے جاتے ہیں اور دنیا کے غوث اور قطب ان کے فیصلوں پر عمل درآمد کرواتے ہیں (ابریز)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متعلق ایسے لاتعداد واقعات مستند کتابوں میں ملتے ہیں جن میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حالت بیداری میں دیکھنا وارد ہوا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ لوگوں کی مدد فرمانا بغیر کسی شک وشبہ کے ثابت ہو چکا ہے۔ ایسے لوگوں کی تعداد ستر سے زیادہ شمار کی جا چکی ہے جنہوں نے حضور ﷺ کی زیارت کا شرف بحالت بیداری حاصل کیا ہے۔ جناب عبد المجید صدیقی نے ایک مکمل کتاب "زیارتُ النبی بحالت بیداری" بھی تحریر فرما کر لوگوں کے شکوک کو دور کیا ہے جب

حضور ﷺ کے ساتھ امتی کا تعلق مضبوط ہو جائے اور امتی ہمہ وقت یاد حبیب میں مستغرق رہے تو بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی جواب آتا ہے اور انوار محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی باران بھی رم جھم برسنے لگتی ہے۔ اس موضوع پر درج ذیل سطور میں شامل کیے گئے اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہ کے بیانات قابل توجہ ہیں۔

1- امام عبد الوہاب قطب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ

امام عبدالوہاب قطب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سالک ادب اور تدبّر معانی کے ساتھ اس قدر درود شریف پڑھے کے رذائل سے پاک ہو کر رسول اللہ ﷺ کے مشاہدے کا مقام حاصل کرلے۔ شیخ نوردین شونی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ احمد زواوی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ محمد بن داود منزلاویؒ اور مشائخ یمن کا یہی طریقہ ہے۔ شیخ احمد زواوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب حالت بیداری میں مجھے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب نہ ہوئی تو ایک سال تک میں نے شب وروز میں پچاس ہزار مرتبہ درود شریف کا ورد اپنے وظائف میں شامل کیا تو کامیاب ہوا۔

2- سیدی علی خواص رحمۃ اللہ علیہ

حضرت علی خواص رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ بندہ اس وقت تک عارف کامل نہیں ہو تا یہاں تک کہ جس وقت چاہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ کرلے اور فرماتے ہیں کہ سلف میں جن مشائخ کی نسبت ہمیں یہ خبر ملی ہے کہ وہ عالم بیداری میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بالمشافہ ملاقات کرتے ہیں ان کی تعداد کافی ہے، مثلاً شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابومدین رحمۃ اللہ علیہ، عبدالرحیم قناوی رحمۃ اللہ علیہ، موسی ازولی رحمۃ اللہ علیہ، ابومسعود، ابراہیم ستبولی۔

3- شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ستر بار سے زیادہ حالت بیداری میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی ہے۔ ابراہیم متبولی رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقاتوں کا تو شمار ہی نہیں کیوں کہ وہ اپنے تمام احوال میں مشرف بہ زیارت ہوتے تھے فرماتے تھے کہ سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میرا کوئی شیخ نہیں۔ "الانوار القدسیہ" میں سب کچھ درج ہے۔ حضرت ابوالعباس مرسی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر رسول اللہ ﷺ مجھ سے ایک ساعت کے لیے پوشیدہ رہیں تو میں اس لمحے کے لیے اپنے آپ کو مومنوں میں شمار نہیں کرتا۔ "لوحجب عنی رسول صلی اللہ علیہوسلم طرفۃ عین ما عدت من ماعدت من جملۃالمسلمین"

4- حضرت شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ

حسانِ وقت حضرت شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے یوں تو بے شمار قصائد لکھے مگر محبت وعشق رسول ﷺ میں مستغرق ہو کر لکھے گئے "قصیدہ بردہ شریف" نے بارگاہ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم وہ مقبولیت حاصل کی کہ جس پر عشاق رشک کرتے ہیں۔ روایت ہے کہ ایک دن اچانک آپؒ کو فالج کا عارضہ ہوا اور اسی رات انھوں نے ایک اور قصیدہ لکھا۔ اپنے خواب میں یہ قصیدہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں سنایا تو دیکھا کہ آپ صلی اللہ یہ قصیدہ سن کر مسرت میں اس طرح جھوم رہے تھے جیسے پھل دار درخت کی شاخیں ہوا میں جھومتی ہیں۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی چادر مبارک (بردہ شریف) کو ان پر ڈالا تو حضرت بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کا فالج بالکل درست ہو گیا صبح کو جب آپ رحمۃ اللہ علیہ اٹھے تو بازار کی طرف گئے بازار میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ایک درویش ملا جس نے وہ قصیدہ آپ سے طلب کیا اور خواب کا پورا واقعہ بھی سنایا۔ حضرت بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے جب پوچھا کہ آپ کونسا قصیدہ طلب کرنا چاہتے ہیں تو اس درویش نے اس قصیدے کا پہلا شعر پڑھ کر سنایا حالانکہ آپ نے اس قصیدے کو گزشتہ رات میں لکھا تھا اور ابھی تک یہ قصیدہ کسی کے علم میں نہیں لایا گیا تھا۔ یہ واقعہ اس قدر مستند ہے کہ کسی کو اس میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔ اس قصیدہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے امداد بعد از وصال میں شامل کیا جاتا ہے۔ اب بھی اس قصیدہ شریف سے مختلف بیماریوں کی شفایابی کے لیے برکات حاصل کی جاتی ہیں۔

5- حضرت خواجہ علامہ علاؤالدین صدیقی غزنوی مدظلہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ علاؤالدین صدیقی غزنوی مدظلہ العالی (جن سے راقم الحروف کو بیعت کا شرف حاصل ہے) کا ایک واقعہ شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کی یاد کو تازہ کرتے ہوئے زمانہ حاضر کی ایک روشن مثال ہے ہمارے خواجہ صاحب کو 1993 میں دل کا شدید حملہ ہوا اور بہت دیر تک اسلام آباد کے آرمی کارڈیک سنٹر میں زیرِ علاج رہے آخر کار

آپ کو بائی پاس کے لیے انگلستان جاناپڑاوہاں کافی طویل معائنہ کے بعد بائی پاس آپریشن کرنے کا فیصلہ ہوا انگلستان کے ماہرین قلب نے آپ کے آپریشن کی تاریخ کا تعین کر دیا اور آپ کے لئے ایک کمرہ بھی مخصوص کر لیا گیا اچانک آپ کے دل میں عمرہ کرنے کی خواہش پیدا ہوئی اور آپ اس غرض سے مکہ معظمہ پہنچ گئے۔ وہاں شدید تکلیف کے باعث دو دن کیلئے پھر ہسپتال میں داخل رہے آپ فرماتے ہیں کہ آپ کے ساتھی ان کو "ویل چیئر" پر طواف کے لیے لے جایا کرتے تھے ایک رات آپ کو خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ شریف آجاؤ! وہاں آپ کا علاج کیا جائے گا، چنانچہ خواب میں ہی آپ رحمتہ اللہ علیہ مدینہ شریف حاضر ہو گئے اور روضہء اقدس کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں بیٹھ گئے جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک جگہ اپنے مزار مبارک پر ہی مستند آرا پایا۔ فرماتے ہیں کہ اس وقت روزہ مبارک کی دیواریں موجود نہ تھیں۔ آپ کا جسم مبارک اس قدر صوفشان تھا کہ آپ کی صورت نظر نہ آرہی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؒ کی طرف نظر شفقت فرمائی۔ اس کے بعد جب آپ بیدار ہوئے تو بالکل تندرست تھے اور بغیر کرسی کے طواف کے لئے پاپیادہ چلے گئے۔ جب واپس انگلستان پہنچے تو ڈاکٹروں نے معائنہ کیا اور کہا کہ آپریشن کی ضرورت نہیں ہے اور ماشاءاللہ اب آپ عارضہ قلب سے بالکل خلاصی پا چکے ہیں یہ واقعہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں آپ کے لاکھوں متعلقین نے اس بات کا مشاہدہ کیا ہے۔ درج بالا تفصیل کا علم راقم الحروف کو انکی زبان سے ہوا۔

شیخ عبد القادر جیلانی رحمت اللہ علیہ کی تربیت

حضرت سیدنا عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ سید الاولیاء والعارفین نے براہ راست بارگاہ نبوی ﷺ میں طریقت و معرفت کی تربیت پائی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ایک عظیم الشان اجتماع میں فرمایا **"قَدَمِی هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللہِ"** (میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے اور میری گردن پر نبی اکرم ﷺ کا قدم مبارک ہے) مشاہدہ حق میں کپتان واحد بخش سیالؒ فرماتے ہیں کہ تاریخ شاہد ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی تربیت خود فرمائی تھی لیکن آگے سلسلہ چلانے کے لئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کو ایک ظاہری شیخ کی بھی ضرورت ہے اور جا کر فلاں شیخ سے بیعت کر لو۔ حضور ﷺ آج بھی اپنی امت کے لوگوں کے حالات اپنی آنکھوں سے معلوم کر کے ان کی اعانت فرماتے ہیں اور اسی فیض نبوّت سے نسبت سے باقی اہل مزار بھی حاجت مندوں اور سائلین کی مدد کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں کیونکہ ان کو نائب نبی ﷺ ہونے کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ اہل مزار سے روحانی فیض حاصل کرنے کا نام اویسی نسبت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ورثاء اور خلفاء نبی ﷺ کی طرح باطنی توجہ سے اپنے مریدین کا تزکیہء نفس اور تصفیہء باطن کرتے ہیں اور باطنی توجہ سے ہی مریدین کے قلوب انوار الٰہی سے منور کرتے ہیں۔

احادیث مصطفی ﷺ سے ثبوت استمداد

احادیث مصطفی ﷺ میں وارد ہے کہ حضرت محمد ﷺ جب معراج پر تشریف لے جارہے تھے تو آپؐ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قبر مبارک میں نماز پڑھتے دیکھا اور اس پر شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ کا نماز پڑھنا جیتے بدن کا تقاضا کرتا ہے۔ روایات میں وارد ہے کہ معراج کی واپسی پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضور ﷺ سے اس حدیث کی صحت کے متعلق دریافت کیا کہ جس میں امت محمدیہ ﷺ کے باعمل علماء کا بنی اسرائیل کے انبیاءؑ کے ہم نشین ہونے کا ذکر ہے تو اس پر حضور ﷺ نے حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ کی روح کو طلب فرمایا اور آپ رحمتہ اللہ علیہ سے گفتگو کرنے کو کہا حضرت موسیٰ علیہ سلام نے امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ سے ان کا نام دریافت فرمایا تو امام صاحب نے اپنے نام کے علاوہ اپنے بہت سے آباؤ اجداد کے نام بھی بیان کر دیئے چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے تو صرف تمہارا نام پوچھا تھا لیکن تم نے اپنے کلام کو خوامخواہ اس قدر طول دے دیا۔ امام صاحب نے فرمایا "یا حضرت آپ سے بھی تو اللہ تعالی نے یہی پوچھا تھا کہ آپ کے دائیں ہاتھ میں کیا ہے تو آپ نے اس کا جواب اس قدر طویل کیوں دیا تھا کہ میرا عصا ہے اس پر میں ٹیک لگاتا ہوں، اپنی بکریوں کے لیے پتے جھاڑتا ہوں اور اس سے میرے اور بھی بہت سے کام نکلتے ہیں وغیرہ (آپ نے اپنے جواب کو جس خاص مقصد کے لیے طویل فرمایا تھا وہ یہی تھا کہ اللہ تعالی کے ساتھ گفتگو کا دورانیہ طویل ہو جائے کیوں کہ ہر عاشق اپنے محبوب سے گفتگو کو طویل کرنا چاہتا ہے) اس جواب پر موسیٰ علیہ السلام کے چہرے پر جلال طاری ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ نے آپ کی روح کو اس جگہ سے غائب فرمادیا تاکہ موسیٰؑ سے انہیں کوئی نقصان نہ پہنچ جائے۔ کہتے ہیں کہ امام غزالیؒ پر موسیٰؑ کی اس پُر جلال نگاہ کا ہی اثر تھا کہ حضرت امام علی غزالی رحمہ اللہ علیہ لنگڑے تھے۔

احادیث میں منقول ہے کہ روح جب چاہے جہاں چاہے پہنچ سکتی ہے۔ بخاری شریف کی ایک حدیث میں ہے کہ جب روح چاہے تو اعلیٰ علّیین سے اپنی قبر تک (جو پچاس ہزار سال کی مسافت ہے) ایک لمحہ میں پہنچ سکتی ہے۔ پہلے زمانے کے لوگ اس قدر تیز رفتار کے حاصل ہونے کے امکان میں تذبذب کا شکار تھے لیکن اب آئن سٹائن نے یہ ثابت کر دیا گیا ہے کہ اگر ہم روشنی کی رفتار سے زیادہ رفتار حاصل کر کے زمین کے گرد چکر لگانے کے لیے چلیں تو ہم اس کے احاطہ میں شامل 25 ہزار میل کی مسافت طے کر کے اپنی جگہ سے چلنے سے پہلے ہی واپس آ سکتے ہیں (اس لیے ممکن ہے کہ اس صورت میں وقت یعنی "t" منفی کی حیثیت "t-" (منفی "t") ہو جائے گی اور ریاضی کے فارمولے سے یہ "t" حاصل کرنا ممکن ہے۔ یاد رہے کہ روح کی رفتار روشنی کی رفتار سے کئی گناہ زیادہ ہے۔ اس بات سے روح کے کمالات کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

بہت سی مستند روایات میں سے ایک روایت زبان زد خاص و عام ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مدینہ شریف کے خطبہ میں اپنے جرنیل ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آواز دی **"یا ساریۃ الجبل"** (یعنی اے ساری یہ پہاڑی کی طرف دیکھو) اس سے آپ کی مراد یہ تھی کہ دشمن کی فوج حملے کے لئے پہاڑ کے پیچھے سے آ رہی ہے اور حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ آواز سنی اور پیچھے دیکھا تو دشمن کا قلع قمع کیا۔ لوگوں نے اس آواز کی تصدیق کی اور یہ واقعہ بزرگوں کی امداد کی مستند اور جیتی جاگتی مثال ہے۔ یہ قول بھی مشہور ہے کہ شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ میرا یہ قدم تمام اولیاء کی گردنوں پر ہے لیکن ایک شخص نے آپ کی اس بات کو تسلیم کرنے سے انکار کیا تو آپ نے اس کی ولایت بھی سلب کر لی اور فرمایا کہ اگر تمہاری گردن پر میرا قدم نہیں تو جاؤ تمہاری گردن پر سور کا قدم ہو گا، چنانچہ وہ شخص ایک یہودیہ کی محبت میں گرفتار ہو گیا اور اس کو بیاہنے کے لئے یہودی مذہب قبول کرنے کو بھی تیار ہو گیا شرائط کے مطابق کئی سالوں تک وہ شخص اس یہودی کے سوروں کو چرانے کے لئے جنگل میں لے جاتا اور نومولود بچوں کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر لے آتا رہا۔ اس طرح شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا وہ قول (کہ تیری گردن پر سور کا قدم ہو گا) درست ثابت ہوا ۔ آخر وہ دن بھی آ گیا کہ کہ جس دن اس نے یہودی مذہب کو قبول کرنا تھا تو حضرت نے فرمایا "لو آج وہ بدبخت دین سے بھی خارج ہونے لگا ہے" (راقم الحروف کا خیال ہے کہ جو لوگ بزرگوں سے انحراف کرتے ہیں وہ یا تو بے نمازی اور بدعقیدہ ہو جاتے ہیں یا فیوض الٰہی سے دور اور یکسر محروم ہو جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ شدت سے انکار کرنے والے تو اسلام سے بھی منحرف ہو جاتے ہیں یا پھر سزا کے طور پر ان کو قتل کر دیا جاتا ہے) چنانچہ لوگوں کے اصرار پر جب آپ نے دوران وضو ایک چلو پانی کا چھینٹا اس کی طرف پھینکا تو اسی وقت اس کی آنکھیں کھل گئیں اور وہاں سے بھاگا۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایسا ہی ایک اور واقعہ کشف المحجوب میں نقل فرمایا ہے۔ آپ نے اسی کتاب میں حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید کا واقعہ بھی نقل فرمایا ہے کہ وہ خود کو اپنے شیخ سے بڑا سمجھنے لگا تو حضرت نے اسے ولایت سے معزول فرما دیا اور اس کا رنگ بھی سیاہ ہو گیا۔ جب اس نے توبہ کی تو اسے معاف فرما دیا وہ اپنی سابقہ حالت پر آ گیا۔

مفتی غلام سرور رحمۃ اللہ علیہ نے خزینۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ رات کو جب شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ایک خاص وقت پر اطراف میں توجہ فرماتے تو روئے زمین پر تمام جنات تھر تھر کانپنے لگتے کہ کہیں وہ انہیں کوئی نقصان نہ پہنچا دیں۔ حضرت نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ واقعہ بہت ہی مستند کتابوں میں آیا ہے کہ ان کا ایک مرید نزع کی حالت میں تھا اور شیطان اس کا ایمان ضائع کرنے کے درپے تھا۔ وہ آپ سے خدا کے موجود ہونے کے دلائل طلب کر رہا تھا اور وہ جو بھی دلیل پیش کرتا شیطان اس کو رد کر دیتا حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ نے سینکڑوں میل سے مرید پر توجہ فرمائی اور اسے فرمایا "تو شیطان سے یہ کیوں نہیں کہہ دیتا کہ میں خدا کو بغیر دلیل کے مانتا ہوں" اس بات پر ابلیس دُم دبا کر بھاگ گیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو جب زلیخا نے گھیر لیا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی برہان دیکھی کہ ان کے والد سینکڑوں میلوں سے انگلی کے اشارے سے فرما رہے تھے " خبردار یاد رکھو تم انبیاء علیہ السلام کی اولاد میں سے ہو " یہ دیکھ کر یوسف علیہ السلام اس کمرے سے فوراً باہر نکل آئے (جس کا ذکر سورہ یوسف آیت 24 میں ہے) فرمایا **"ان را برھان ربہ"** " آپ اگر اپنے رب کی دلیل نہ دیکھ لیتے تو شاید زلیخا کا ارادہ کر لیتے) یہ تمام واقعات انبیاء علیہ السلام اور اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہ کو عطا کردہ ان تصرفات کا ثبوت ہیں جن سے بعض حضرات تعصبانہ طور پر انکار کرتے ہیں۔ معلوم نہیں وہ خدا کو بڑا ظاہر کرنے کی غرض سے خدا کے بندوں کو نیچے کیوں گھسیٹنا چاہتے ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اگر خدا کے بندوں کی شان کو بیان کیا جائے تو اس سے خدا کی شان بہت زیادہ بلند ہونے کا اندازہ ہوتا ہے۔ سوچنا چاہیے کہ اولیاءؒ کی شان ایسی بلند ہے خدا کی شان کتنی بلند ہو گی !

حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں ہے کہ ایک دن حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ قبرستان میں فرشتے عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید کو عذاب قبر میں مبتلا کر رہے ہیں۔ اتنے میں حضرت عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی روح وہاں پہنچ گئی اور فرشتوں کو عذاب دینے سے منع فرمایا۔ فرشتوں نے کہا کہ اس کو اس لیے عذاب دیا جا رہا ہے کہ اس کے اعمال آپ کے ارشاد کے مطابق نہ تھے حضرت نے فرمایا کہ یہ ٹھیک ہے لیکن اس شخص نے اپنا ہاتھ اس فقیر کے ہاتھ میں دیا ہوا تھا ۔اس کے بعد ایک ندا آئی کہ اس شخص کو ہم نے اس کے پیر کے طفیل بخش دیا۔ حضرت ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ اور ابو السعید ابو الخیر کا بھی ایک واقعہ بہت مشہور ہے کہ

آپ سلطان طفرل کے ایک وزیر کی قبر پر اس نیت سے کھڑے تھے کہ منکر نکیر کے سوالات کے دوران انہیں مواخذہ نہ کیا جائے چنانچہ منکر نکیر جب حاضر ہوئے تو حضرت ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتے ہی قبر سے واپس چلے گئے (یہ واقعہ ایک مستند کتاب مقامات صوفیاء میں بہت تفصیل کے ساتھ درج کیا گیا ہے) بعض کبار صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تبرکات کو اپنی قبروں میں دفن کیا ہے جس سے ان کی امداد کا قبر میں ملنا ثابت ہوتا ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت سے تبرکات نبوی ﷺ اپنے ساتھ قبر میں دفن کرنے کی وصیت کی جس کا ذکر بہت سی سیرت کی کتابوں میں ملتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے تبرکات بھی امداد کرتے ہیں۔

بزرگوں کے روحانی تصرفات

احادیث میں ہے کہ اگر کوئی شخص جنگل میں راستہ بھول جائے تو اس کو چاہئے کہ پکارے **"اعیونی یا عباداللہ"** (اے اللہ کے بندو میری مدد کرو) مستند روایات میں ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام اور الیاس علیہ السلام اس بات پر مامور ہیں کہ بھولے بھٹکے راہیوں کو راستہ بتائیں۔ شیخ مجد الدینؒ صحیح اسناد سے نقل کرتے ہیں کہ ابو المظفر محمد بن عبد اللہ خیام سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک دن مغارہ کعب میں وہ راستہ بھول گئے تو حضرت خضر علیہ السلام اور الیاس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تم دونوں پر اپنی رحمت نازل فرمائے کیا تم دونوں نے حضور ﷺ کو دیکھا ہے انہوں نے کہا ہاں! میں نے کہا کہ پھر مجھے وہ باتیں سنائیں جو آپ نے ان سے سنی ہیں تاکہ میں آپ کی سند سے ان باتوں کو بیان کرسکوں۔ اس پر انہوں نے درود شریف کی فضیلت سے متعلق جو بیان کیا اس کو انشاءاللہ کسی کتاب میں درود کے فضائل کے باب میں شامل کیا جائے گا حضرت خضرؑ نے کچھ لوگوں کی مدد فرمائی جس کا ذکر سورہ کہف کی آیت 60 سے 82 میں ملتا ہے۔ اگر اس مدد کا ذکر قرآن میں نہ ہوتا تو لوگ شاید سرے سے ہی اولیاء کی مدد کے اس نظام کا بھی انکار کردیتے۔

"تذکرہ اولیائے نقشبند از علامہ نور بخش توکلیؒ" میں (اور دیگر تذکروں میں بھی) ہے کہ حضرت بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ پہلے پہل جلاّد تھے۔ ایک موقع پر ایک شخص کو قتل کرنے پر تین بار ناکام ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص سے پوچھا کہ تم کیا کلمہ پڑھ رہے تھے کہ تلوار تم پر اثر نہیں کررہی تھی؟ اس نے جواب دیا کہ میں اپنے پیر کا نام لے رہا تھا۔ پوچھا کون ہے تمہارا پیر؟ اس نے کہا سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ! آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تلوار کو وہیں پھینکا اور یہ کہہ کر ان سے بیعت کے لیے چلے گئے کہ جو تلوار کی زد میں بچا سکتا ہے تو وہ یقیناً جہنم کی آگ سے بھی بچا سکتا ہے۔ اس کے بعد ان کا نام سلسلہ نقشبندیہ کے اکابرین میں لیا جانے لگا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ صاحب تصرف بزرگ ہو کر گزرے ہیں۔ بالکل اسی نوعیت کا ایک واقعہ حضرت ابو یوسف درّانی قاذان (جو تاتاری خاندان کے رکن تھے) سے متعلق ہے جس کی تفصیل ہماری کتاب اسلام اور روحانیت اور فکر اقبال رحمۃ اللہ علیہ میں ذکر کرکے باب میں ان شاءاللہ بیان کی جائے گی۔ قاذان کا جلاّد حضرت ابو یوسف درانی رحمۃ اللہ علیہ کو قتل کرنے سے قاصر رہا اور تین بار اس کی تلوار ٹوٹی۔ اس درویش کے کمالات اور کرامات دیکھ کر قاذان نے اسلام قبول کیا اور پھر قاذان نے حکم دیا کہ جو دین اسلام قبول نہ کرے اسے قتل کردیا جائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مقبرہ روس میں ماسکو سے مشرق کی جانب واقع ہے۔ روسی ترکستان میں آج مسلمان بہت بڑی تعداد میں موجود ہیں وہ انہی بزرگوں کے تصرفات کے باعث ہیں۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے مثنوی میں لکھا ہے کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا جب خرقان کے علاقے سے گزر ہوا تو وہ ایک جگہ پر بیٹھ گئے اور اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ یہاں ایک شخص ابو الحسن رحمۃ اللہ علیہ نامی آج سے تین سو سال بعد پیدا ہوگا اور آپ کی شکل وصورت اور احوال کا مکمل تذکرہ فرمایا جب ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے تو بعینہ ان صفات کے حامل تھے جس طرح حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا ایک دن حضرت ابو الحسن خرقانیؒ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی حاضری کے لیے گئے تو تمام قبریں برف سے ڈھکی ہوئی تھیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کی شناخت نہ ہونے کی وجہ سے واپس آنے لگے تو حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو (بذریعہ القاء) فرمایا کہ ادھر آؤ میں اس طرف ہوں۔ چنانچہ آپؒ ان کی قبر تک پہنچنے میں کامیاب ہوئے۔ بہت سے مدفون بزرگوں کے واقعات ہر کسی کے مطالعے میں آتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل مزار مردہ نہیں بلکہ زندہ ہیں اور مرنے کے بعد بھی تصرّف کرتے ہیں۔

راقم الحروف کے محکمہ میں ایک چیف ایڈمن آفیسر تھے (جو اہل حدیث مسلک کے پابند تھے) انہوں نے راقم الحروف سے تقریباً 1930 کی بات بیان کی کہ ہندوستان کے زمانے میں انہوں نے پرتاب نامی اخبار میں ایک ہندو کی داستان کا مطالعہ کیا، جس کے دو بیٹے "فارن افیئرز" میں (فرسٹ سیکرٹری قسم کے) بڑے عہدوں پر فائز تھے اور رشید روڈ لاہور میں وہ ہیضے کی وباء میں مبتلا ہوگئے ڈاکٹروں نے علاج کرنے سے جواب دے دیا۔ ان کے باپ نے دیکھا کہ رات کو دو بجے کے بعد کوئی شخص بچوں کے کمرے میں آیا اور جب ان کا باپ ان کے پاس گیا تو وہ شخص اس ہندو سے کہنے لگا کہ تم فکر نہ کرو! تمہارے بچے صبح تک انشاءاللہ ٹھیک ہوجائیں گے۔ جب اس نے پوچھا کہ آپ کون ہیں تو کہا ہم تمہارے ہمسائے ہیں۔ مزید پوچھنے پر فرمایا کہ مجھے گنج بخشؒ کہتے ہیں۔ صبح ہوتے ہی دونوں بیٹے روبصحت ہوگئے اور اس شخص نے حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر ان دونوں میں اپنے خرچ پر بجلی لگوائی جبکہ لاہور میں بجلی عام گھروں میں نہ لگی تھی۔

1965 کی جنگ کے بعد واہگہ باڈر پر متعین ایک میجر نے حضرت داتا گنج بخشؒ کی مسجد میں اپنا آنکھوں دیکھا حال بیان کیا کہ ہمارے توپ خانے کا گولہ ختم ہو گیا تو ہم پریشانی کی حالت میں مبتلا ہو گئے اتنے میں ایک سفید ریش بزرگ ظاہر ہوئے اور ہماری پریشانی کی وجہ دریافت کرنے لگے۔ جب ہم نے حقیقت حال کا نقشہ بیان کیا تو فرمایا"دیکھو ان جھاڑیوں میں کتنا گولہ پڑا ہے" اس کے بعد انہوں نے ہمیں وہ جگہ بھی بتائی جدھر سے انڈیا کا گولہ آرہا تھا۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ مجھے گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ اس میجر نے کہا اس واقعہ سے پہلے میں ایسی باتوں کا منکر تھا مگر یہ منظر دیکھنے کے بعد مجھے اولیاء اللہؒ کی امدادی قوت کا اندازہ ہوا۔ یہ بات عام لوگوں نے جمعرات کے دن مسجد میں منعقد ہونے والی مجلس میں سنی اور راقم الحروف کو ہمارے ایک ملازم مولوی علی محمد نے خود اس میجر کی زبان سے سن کر بیان کی۔

استمداد پر کچھ مزید روایات

اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت کی کتابوں میں ایسے لاکھوں واقعات مطالعہ میں آتے ہیں اور ان کے عینی شاہد آج بھی موجود ہیں جو اولیاء اللہ کی کرامات کا آنکھوں دیکھا حال بیان کرتے ہیں۔ اس موضوع پر سینکڑوں کتابیں بھی موجود ہیں بلکہ آج کل تو انگریز لوگ بھی اس بات پر ریسرچ کر رہے ہیں اور وفات شدہ ارواح کے متعلق معلومات حاصل کر رہے ہیں۔ انھوں نے لکھا ہے کہ ایک فوت شدہ ڈاکٹر کی روح نے حاضر ہو کر کچھ خطرناک بیماریوں کا آپریشن کیا اور کچھ دوسرے لوگوں نے کئی لوگوں کے بہت سے کاموں میں مدد کی (اس کا کچھ بیان غلام جیلانی برق کی کتاب "من کی دنیا" اور ان کی دیگر کتب میں موجود ہے)۔ جس میں انہوں نے حیرت انگیز کارناموں کا تذکرہ فرمایا ہے۔ عبدالمجید صدیقی نے مذکورہ بالا کتاب "زیارت نبی ﷺ بحالت بیداری" کے بعد "سیرت النبی بعد از وصال" میں بھی ایسی نوعیت کے بہت سے واقعات کا تذکرہ کیا ہے۔ جس سے حضور ﷺ سے ملنے والی امداد کے واقعات کا علم ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ "جامع کرامات اولیاء" از علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ کا اردو ترجمہ بھی بازار میں دستیاب ہے جس میں استمداد از اولیاء پر سینکڑوں روایات پیش کی گئی ہیں۔ علامہ نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "رسول عربی" کے علاوہ اولیائے نقشبند اور تصوف کے موضوع پر اپنی کتابوں میں اس قسم کی امداد کے متعدد تذکرے قلمبند کئے ہیں، لہٰذا اس موضوع پر اب اس سے زیادہ لکھنا طوالت کا سبب ہوگا، مگر اس قدر حوالہ جات کے ملنے کے باوجود ہمیں یقین ہے کہ وہ منکرین جو مخالفت برائے مخالفت کے عقیدے پر اندھا دھند قائم ہیں، قیامت تک اپنے عقیدے سے تائب نہیں ہو سکیں گے۔ ہم ان کو ان کی حالت پر چھوڑتے ہیں البتہ اس تحریر سے یہ فائدہ ضرور ہوگا کہ ایسے منکرینِ اولیاء اس کتاب کو پڑھنے والوں کو گمراہ نہیں کر سکیں گے۔

اولیاء اللہ بزبانِ رسول اللہ ﷺ

قیامت کے دن اولیا اللہ کی شان۔

دنیوی زندگی میں اولیاء اللہ کی حالت۔

قرب الٰہی کے مدارج

قرب فرائض

قرب نوافل

درجہ محبوبیت

اولیاء اللہ کی پہچان

اولیاء اللہ کی امتیازی شان

اولیا اللہ سے دشمنی اللہ سے دشمنی ہے۔

اولیاءاللہ بزبانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

انسان کی حقیقی قدر و قیمت اور اصلی عظمت و برتری کا اندازہ اس وقت ہو گا جب اس کی فردِ عمل مالک حقیقی کے سامنے پیش ہو گی اور اسے فوز عظیم کا مژدہ سنا کر انعام و کرام کا مستحق قرار دیا جائے گا، اس لیے حقیقی کامرانی و فلاح اور حقیقی عظمت و شان وہی ہے جسے اخروی کامیابی اور ابدی راحت کہا جاتا ہے، اس دنیا کی چند روزہ شان و شوکت فریبِ نظر اور غرور نفس کے سوا کچھ نہیں۔

"وما الحیوۃ الدنیا الا متاع الغرور"

قیامت کے دن اولیا اللہ کی شان

1-**"عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہﷺ قال ان اللہ جلساء یوم القیامۃعن یمین العرش کلتا یدی ---------------"**

"حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے پاس عرش کی دائیں جانب بیٹھنے والے کچھ لوگ ہوں گے اور اللہ کے دونوں ہاتھ داہنے ہیں، منبروں پر بیٹھے ہوں گے، منبر نور کے ہوں گے، ان کے چہرے منور ہوں گے وہ نہ انبیاءؑ ہوں گے، نا شہداء ہوں گے نہ صدیقین۔ عرض کیا گیا حضور ﷺ پھر وہ کون لوگ ہوں گے؟ تین بار فرمایا۔ وہ اللہ کے لیے باہم محبت کرنے والے لوگ ہوں گے "

2-**"و عن ابی ہریرہ قال قال رسولﷺان من عباللہ عباداً------------"**

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں جو انبیاء نہیں مگر قیامت کے دن انبیاءؑ اور شہداء ان پر رشک کریں گے، عرض کیا گیا کہ وہ کون لوگ ہیں تاکہ ہم ان سے محبت رکھیں؟ فرمایا وہ ایسے لوگ ہیں کہ (اللہ نے ان کے دلوں میں نور بھر دیا ہے) اللہ کے نور کی وجہ سے ایک دوسرے کو دوست رکھتے ہیں، نہ ان میں خونی رشتہ ہے نہ نسب کا اشتراک، ان کے چہرے نورانی ہوں گے وہ نور کے منبروں پر بیٹھے ہوں گے۔ جب لوگ خوفزدہ ہوں گے انہیں کوئی خوف نہ ہو گا جب لوگ غمگین ہوں گے انہیں کوئی غم نہ ہو گا۔ پھر حضور ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی، **"الا ان اولیاء اللہ الخ "** "یاد رکھو اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی اندیشہ ہے، نہ وہ مغموم ہوتے ہیں"

3-**"و عن ابی امامہ قال قال رسول اللہﷺان للہ عبادا یجلسھم یوم-------"**

(رواہ الطبرانی باسنادجنید)58

4-**" عن ابی ذر قال قال رسول اللہﷺان من عباداللہ لا تاس ماھم بانبیاء-------"** 5-**"وعن ابی الدرداء قال قال رسول اللہﷺلیبعن اللہ اقواما یوم القیمہ فی-----"** 6-**" عن ابی مالک الاشعری عن رسول اللہ ﷺقال یاایھا الناس اسمعو واعقلو----"**

(راہ ایایعلی واحمد والحاکم وقال صحیح الاسناد)61

فائدہ: ان احادیث میں جن اولیائے کرامؒ کا ذکر ہے وہ ایسے ذاکرین، زہاد اور اللہ کے مخلص بندے ہیں جو مجاہدہ اور ریاضت اور زہد و عبادت سے تزکیہ باطن میں لگے رہے اور انبیاء کرام اور اصحاب سلاسل بزرگوں کی شان تو ان سے بہت بلند ہے کیونکہ ان حضرات نے اللہ کی مخلوق کو ہدایت کی راہ دکھائی اور اللہ کے بندوں کی اصلاح کی، پھر انبیاء کے غبط کرنے کی وجہ کیا ہو سکتی ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ انبیائے کرام سے ان کی امتوں کے متعلق سوال ہو گا، اور اصحاب سلسلہ بزرگوں سے ان کے مریدین کے متعلق سوال ہو گا مگر یہ لوگ اس ذمہ داری سے آزاد ہوں گے اس بنا پر انبیاءؑ اور شہداء کو غبط ہو گا۔ وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سوال و جواب کی فکر سے آزاد کر دے اس کی حالت اور اس کی شان کیوں کر قابل رشک نہ ہو گی؟

دنیوی زندگی میں اولیاء اللہ کی حالت

" عن عمران بن حصین قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من انقطع الی اللہ تعالیٰ-----"

"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مخلوق سے منقطع ہو کر اللہ کا ہو رہتا ہے، اللہ تعالی اس کی تمام تکالیف کا خود ذمہ دار ہو جاتا ہے اور اسے ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے کہ اسے اس کا گمان تک نہیں ہوتا"

"قال رسول اللهﷺ من عادی لی ولیا فقداذنتہ للحرب وما تقرب......"

حدیث قدسی کے مطابق اللہ فرماتا ہے کہ جس شخص نے میرے ولی کے ساتھ دشمنی رکھی۔ میری طرف سے اس کے خلاف اعلان جنگ ہے۔ میرا بندا میرا قرب حاصل کرنے کے لئے جو کچھ کرتا ہے۔ میرے نزدیک سب سے محبوب وہ عبادت ہے جو میں نے اس پر فرض قرار دی ہے، اور میرا بندہ ہمیشہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا ہے، حتیٰ کہ میں اسے محبوب بنا لیتا ہوں۔ اور جب میں اسے محبوب بنا لیتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اور اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ گرفت کرتا ہے، اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے، اور جب وہ مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں اسے دیتا ہوں، اور جب میرے پاس پناہ ڈھونڈتا ہے تو میں اسے پناہ دیتا ہوں"

"قال الطرفی ھذ الحدیث اصل فی السلوک الی اللہ والو صول الیٰ...."

علامہ طوفی رحمتہ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ یہ حدیث سلوک الی اللہ اور اس کی محبت و معرفت کے وصول اور اس کی راہ پر چلنے میں اصل کی حیثیت رکھتی ہے اس طریقہ ءفرائض باطنیہ یعنی ایمان اور ظاہرہ یعنی اسلام اور ان دونوں سے مرکب یعنی احسان کی بجا آوری ہے جیسا کہ حدیث جبریل علیہ السلام سے ظاہر ہے، اور احسان عبارت ہے مقامات سالکین سے جیسے زہد اخلاص اور مراقبہ وغیرہ"

قربِ الہی کے مدارج

یہ ذکر کیا جا چکا ہے کہ ولایت کے دو رکن ہیں، اول اتباع شریعت اور دوم باطن کا انوار حقیقت میں مستغرق ہو جانا، اور ولایت کا مفہوم ہے حصول قرب الہٰی اور قرب الہٰی کے وسائل دو ہیں، اول اطاعت الہٰی دوم اجتناب از معصیت۔

"لما کان ولی اللہ من تولی اللہ من تولی اللہ با لطا عہ والتقوی تول اللہ تعالیٰ......"

انسان کی طرف سے اللہ تعالیٰ کی دوستی کا ثبوت اس کی اطاعت اور تقوے سے ہوتا ہے اور اللہ کی طرف سے دوستی کا اظہار حفاظت اور نصرت سے ہوگا۔"

1- قرب فرائض

بخاری کی مندرجہ بالا حدیث قدسی سے قرب الہٰی کے تین مدارج ثابت ہوئے۔ قرب فرائض، قرب نوافل اور درجہ محبوبیت۔ قرب فرائض یہ ہے کہ بندہ اپنی ہستی کو بالکل مٹا دے جس کو صوفیہ فنائے ذات سے تعبیر کرتے ہیں، یعنی انسان اپنا ارادہ مٹا دے خود محض آلہ بن جائے اور اللہ تعالی فاعل۔

"کما قال تعالیٰ ان ا للہ اشتری من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ"

"بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانوں اور مالوں کو اس بات کے عوض خرید لیا ہے کہ ان کو جنت ملے گی"

2- قرب نوافل

قرب نوافل سے وہ ترقی حاصل ہوتی ہے جس کی کوئی انتہا نہیں۔

" کما قال الرازی ولماکان لانھا یہ لتزاید انوار المراتب لا جرم ...."

جب تزائد انوارِ مراتب کی انتہا نہیں تو عارفین کے سفر کی بھی مراتب عالیہ میں انتہا نہیں، یہ ایسا سمندر ہے جس کا کنارہ نہیں، اور یہ ایسا مطلوب ہے جس کی انتہا نہیں، پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے اولیاء کو یہ قرب عطا فرمائے"

فائدہ: روح ان اجسام سے نہیں جو متفرق اور متمرق ہو جاتے ہیں، بلکہ یہ ایسے جوہر سے ہے جو ملائکہ سے بھی الطف ہے اور اس کا مسکن مافوق العرش عالم امر ہے مگر تعلق بدن سے اپنے اصلی وطن کو بھول جاتا ہے اور اس کی قوت پرواز یا تو بالکل ختم ہو جاتی ہے یا نہایت کمزور ہو جاتی ہے، جب کسی عارف کامل نے اپنے وطن سے مانوس کرایا، ذکر الہٰی کی کثرت ہوئی اور اسم الظاہر والباطن اس کے پر بن گئے تو قوت پرواز لوٹ آئی اور روح انوار معرفت سے منور ہو گئی۔

"واشرقت علیھا انوار لارواح السمانیہ العرشیہ المقدسہ وقاضت علیھا من تلک الانوار قوبت طبر انھا"

" اور جب روح پر انوار ارواح سمائیہ عرشیہ مقدسہ پر توافگن ہوتے ہیں تو ان کے فیضان سے اس کی قوت پرواز ترقی کرتی ہے (اور وہ اپنے وطن اصلی کی طرف مشتاقانہ پرواز کرنے لگتی ہے)"

3- درجہ محبوبیت

عارف کو محبوبیت کا درجہ اس وقت حاصل ہوتا ہے، جب اس کی آنکھوں میں اس کے کانوں میں اسکے ہاتھ پاؤں میں، بلکہ تمام اعضاء جوارح میں غیر اللہ کا کچھ حصہ نہ رہے، اس حدیث سے ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الروح میں یہ ثابت کیا ہے کہ اولیاء اللہ کا قلب صاف آئینہ بن جاتا ہے، اور اس سے وہ تمام چیزوں کو اپنی حقیقت پر دیکھتے ہیں۔

"قصار قلبہ کاالمراۃ الصافیہ تبدو فیھا صور الحقائق علی ماھی علیہ ----"

"پس اس کا دل صاف آئینہ ہو جاتا ہے اور اس آئینہ صافی میں اشیاء کی حقیقی صورتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ اس کی فراست خطا نہیں کرتی کیونکہ جب بندہ اللہ تعالی کے ساتھ دیکھتا ہے تو اس چیز کو اپنی اصلی صورت پر دیکھتا ہے اور جب سنتا ہے، اسے اپنی اصل پر سنتا ہے"

فائدہ: اس کشف حقیقی کے علاوہ رویت اشکال کا مراقبہ بھی ثابت ہوا مگر اس قدر ترقی کر جانے کے باوجود طالب صادق اور عارف حقیقی مزید ترقی کا طالب ہی رہتا ہے۔

"وفی ھذاالحدیث ان العبدولوبلغ اعلی الدرجات حتی یکون -----"

"اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بندہ خواہ کتنے بلند درجات تک پہنچ جائے حتیٰ کہ محبوب خدا بن جائے پھر بھی اللہ تعالی سے ترقی کا طالب ہی رہے گا کیونکہ اس میں خشوع و خضوع اور اظہارِ عبودیت ہے (اور بندے کے لیے انتہائی مقام عبودیت ہے)"

فائدہ: حدیث بخاری سے یہ امور ثابت ہوئے:

1 - فرائض راس المال ہیں اور نوافل بمنزلہ منافع ہیں

2 - جب تک قرب فرائض حاصل نہ ہو قرب نوافل حاصل نہیں ہوتا کیوں کہ فرائض بمنزلہ بنیاد کے ہیں۔

3- قرب الٰہی ادائے فرائض و نوافل پر موقوف ہیں

4 - اولیاء اللہ کو جو مناصب ملتے ہیں وہ قرب الٰہی پر موقوف ہیں

5 - قرب الٰہی کسی منصب پر موقوف نہیں

6 - جو ولی اللہ منصب محبوبیت پر فائز ہوتا ہے، وہ مستجاب الدعوات بن جاتا ہے۔

7- ولی اللہ سے دشمنی اور بغض رکھنے میں سوء خاتمہ کا خطرہ ہے۔

8- الہام صاحب الہام کے لئے حجت ہے بشر طیکہ کسی منصوص شرعی حکم کے مخالف نہ ہو۔

اولیاء اللہ کی پہچان

ولایت کے دو ارکان ہیں جس میں یہ دونوں ارکان مستحق ہو گئے وہ ولی اللہ ہے

"کما قال الرازی قدیعرف کومہ ولیا فقدا حتجواعلی صحہ -----"

"ولی کی پہچان یہ ہے اور اپنے قول کی صحت پر انہوں نے دلیل پیش کی ہے کہ ولایت کے دو رکن ہیں ایک یہ کہ ظاہر میں شریعت کا متبع ہو، اور دوسرا یہ کہ اس کا باطن نور حقیقت میں مستغرق ہو، جب یہ دونوں باتیں پائی جائیں انسان کو ان کے حصول کی معرفت ہو جائے تو وہ اللہ کا دوست ہو گا "

بعض نے اس سے اختلاف کیا ہے کہ عارف باللہ، زاہد عابد ملہم و مکاشف تو کہا جا سکتا ہے مگر ولی اللہ کہنا مشکل ہے کیونکہ یہ معلوم ہونا مشکل ہے کہ اللہ تعالی نے بھی اسے دوست قرار دیا ہے یا نہیں؟

مشکوۃ میں اولیاء اللہ کی پہچان یہ بتائی گئی ہے کہ:

"قال رسول اللہﷺ خیار عباد اللہ الذین اذارءواذکر اللہ تعالیٰ"

"خدا کے اچھے بندے وہ ہیں جب انہیں دیکھا جائے تو خدا یاد آجائے" یہ علامت کچھ اس قسم کی نہیں کہ جو چاہے جس کے متعلق چاہے کہہ دیے کہ "حضرت کو دیکھ کر خدا یاد آجاتا ہے" اور ہر سننے والا اس پر یقین کر لے۔ بلکہ اس سلسلے میں حضرت مجدد رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اولیاء شریعت کے ظاہر اور باطن کے موافق دعوت کرتے ہیں۔ اوّل مریدوں اور طالبوں کو توبہ اور انابت کی طرف رہنمائی کرتے ہیں احکام شریعہ کے بجالانے کی ترغیب دیتے ہیں۔ پھر ذکر الٰہی بتاتے ہیں اور تاکید کرتے ہیں کہ ہر وقت ذکر میں مشغول رہیں"

ظاہر ہے کہ ولی کو اس دعوت کے لیے جو شریعت کے ظاہر و باطن سے تعلق رکھتی ہے خوارق کی کیا ضرورت ہے۔ پیری مریدی اس دعوت سے مراد ہے، جس کا خوارق و کرامات سے تعلق اور واسطہ نہیں۔۔۔۔۔ وہ علامت جس سے اس گروہ کا سچا اور جھوٹا جدا ہو سکے یہ ہے کہ جو شخص شریعت پر استقامت رکھتا ہو اس کی مجلس میں دل کو حق تعالیٰ کی طرف رغبت و توجہ پیدا ہو جائے اور ماسوا کی طرف سے دل سرد ہو جائے وہ شخص سچا ہے" (مکتوبات دفتر دوم مکتوب نمبر 92)

اولیاءاللہ کی امتیازی شان

صاحب تفسیر مظہری نے سورۃ سبا" کی تفسیر کے سلسلے میں فرمایا:

"وقديالى على بعض الا كابر حالة يخرج فيه من حير الزمان-----"

"بعض اکابرین پر کبھی ایسا وقت بھی آتا ہے کہ وہ قید زمان سے آزاد ہو جاتے ہیں اور ماضی و مستقبل کو اپنے سامنے دیکھتے ہیں، اس پر صحیحین کی حدیث شاہد ہے کہ عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ راوی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے عہد میں سورج گرہن لگا تو حضور ﷺ نے اور دوسرے لوگوں نے نماز خسوف پڑھی اور طویل قیام کیا لوگوں نے دریافت کیا کہ ہم نے دیکھا کہ آپ ﷺ کسی چیز کو پکڑنے کے لیے آگے بڑھے پھر پیچھے ہٹے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے جنت دیکھی جنت کے میوے سے ایک خوشہ پکڑنا چاہا۔ اگر میں اسے پکڑ لیتا تو تم رہتی دنیا تک اسے کھاتے رہتے" یہاں یہ نہ کہا جائے کہ حضور ﷺ نے جنت کی مثالی صورت دیکھی جیسے عام آدمی خواب میں دیکھتا ہے کیونکہ حضور ﷺ کا یہ فرمانا کہ اگر میں اسے پکڑ لیتا تو تم رہتی دنیا تک اسے کھاتے رہتے صاف ظاہر کرتا ہے کہ حضور ﷺ نے حقیقی جنت و دوزخ کا مشاہدہ کیا صرف مثالی صورت نہیں دیکھی۔

فوائد: 1- عارف قلب کی آنکھ سے ساری چیزیں دیکھتا ہے مثلاً منازل سلوک، بیت المعمور بیت العزۃ، سدرۃ المنتہٰی، جنت، دوزخ، عرش، کرسی، لوح محفوظ، جنت کے ثمرات اور اس کی نہریں ملائکہ ارواح اور جنات وغیرہ۔ اور ان کا دیکھنا حقیقت پر محمول ہوتا ہے۔ ان اشیاء کی مثالی صورتیں نہیں ہوتیں۔

2- اولیاء اللہ زمین پر ہوتے ہیں، مگر ان کی روح قید زمان و مکان سے آزاد ہوتی ہے۔

اولیاءاللہ سے دشمنی اللہ سے دشمنی ہے

یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ علم تابع معلوم کے ہوتا ہے اگر معلوم اعلےٰ اور عظیم ہے تو علم بھی عظیم ہوگا اس قاعدہ کی روشنی میں اس حقیقت پر غور کریں:

وما خلقت الجن والانس الاليعبدون (اى ليعرفون)

"میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لئے پیدا کیا کہ وہ میری عبادت کریں یعنی میری معرفت حاصل کریں" جب معرفت الٰہی حاصل ہوگئی تو مقصد تخلیق پورا ہوگیا۔ پس ایسے مقبولین خدا جو غایت تخلیق کا مصداق ہیں، ان سے دشمنی رکھنا کور باطنی کی دلیل ہے

"ويكفى فى عفوالمنكر على الاولياءقولهﷺفى الحديث الصحيح من عادى لى-----" "منکرین اولیاء کے لیے وہی عذاب کافی ہے جو صحیح حدیث قدسی میں حضور ﷺ سے مروی ہے کہ اللہ تعالی نے فرمایا جس نے میرے ولی سے دشمنی کی اس سے میں اعلان جنگ کرتا ہوں یعنی میں نے اسے بتا دیا کہ میں اس سے جنگ کروں گا جس نے خدا سے جنگ کی وہ کبھی نجات نہ پائے گا اور علمائے امت نے کہا کہ محارب خدائے تعالیٰ صرف دو ہیں ایک منکر اولیاء اور دوسرا سود خور اور ان میں سے ہر ایک کے متعلق خطرہ ہے کہ ایمان ضائع کر کے مرے گا اس لئے کہ اللہ تعالی سے جنگ تو کافر ہی کرتا ہے اور بہت کم عذاب منکرین اولیاء کے لیے یہ ہے کہ ان کی برکت سے محروم ہیں اور سوء خاتمہ کا خوف ہے۔ بازعارفین کا فرمان ہے کہ جب دیکھو کہ کوئی شخص ولی اللہ کو ایذا دیتا ہے اور برکات اصفیاء کا منکر ہے تو سمجھ لو کہ وہ خدا سے جنگ کرنے والا ہے اور قرب الٰہی سے دور اور مردود ہے"

"وعن ابن عمران عمر خرج الى المسجدفوجد معاذاعند قبر النبى------"

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ مسجد کی طرف گئے اور حضرت معاذ رضی اللہ تعالی عنہ کو حضور ﷺ کی قبر شریف کے پاس روتے ہوئے پایا اور کہاں جس نے اولیاء اللہ سے دشمنی رکھی اس نے اللہ سے مقابلہ کیا اللہ تعالی ایسے نیک متقی اور پوشیدہ رہنے والے لوگوں کو پسند فرماتا ہے جو اگر

موجود نہ ہو تو ان کی تلاش نہیں کی جاتی اور اگر موجود ہو تو انہیں پہچانا نہیں جاتا، ان کے دل ہدایت کے چراغ ہیں، وہ اندھیرے سے باہر نکل چکے ہیں یعنی ہر قسم کی جہالت اور اس کے فتنوں سے محفوظ ہیں"

فائدہ: اولیاء اللہ سے دشمنی رکھنے کے دو عظیم نقصان ہیں، اوّل دنیا میں ان کی برکت سے محرومی دوم سوئے خاتمہ کا خطرہ۔ یہ دونوں امور حدیث قدسی سے ثابت ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ذر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تعلیم فرمائی ہے چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوذر جس طرح تم زمین پر تنہا چلتے ہو فرد ہوتے ہو۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں فرد ہے اور پاک اور ستھری چیزوں کو پسند کرتا ہے۔ اے ابوذر! تمہیں میرا غم اور فکر معلوم ہے اور کس چیز کا میں مشتاق ہوں صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! آپ ہی بیان فرمائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **آہ آہ واشوقاہ** مجھے اپنے رفیقوں کی ملاقات کا بہت شوق ہے جو میرے بعد ہوں گے اور جن کی شان انبیاء جیسی ہو گی اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کا مرتبہ شہداء کا ہو گا۔ یہ لوگ اپنے ماں باپ اور بھائی بہنوں اور اپنی اولاد سے دور بھاگیں گے اور خدا تعالیٰ سے لو لگائیں گے۔ انہیں اپنے مال و دولت کی کچھ پروانہ ہو گی اور اسے بھی چھوڑ دیں گے اور وہ اپنے سرکش نفسوں کو عاجزی سے بدل دیں گے اور خواہش نفسانی اور دنیائے دوں سے نفرت کریں گے۔ پہلے وہ مجذوب ہوں گے کہ ان کہ دل محبت الٰہی کی طرف کھنچے ہوئے ہوں گے۔ ان کی روزی ذکر اللہ ہو گی اور انکے کام لوجہ اللہ ہوں گے۔ جب کوئی ان میں سے بیمار ہو گا تو خدا تعالیٰ کے نزدیک ان کی بیماری ہزار برس کی عبادت سے بہتر ہو گی۔

اے ابوذر! تم چاہتے ہو تو میں اور زیادہ بیان کروں انہوں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیوں نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ان میں ایک کی موت خدا کے نزدیک ایسی ہو گی گویا آسمان والوں میں سے کوئی مر گیا۔

اے ابوذر! اگر تم چاہتے ہو تو میں اور بیان کروں انہوں نے عرض کی ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرمائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر ان میں کوئی اپنے کپڑے کی جوں مارے گا تو بھی خدا تعالیٰ کے نزدیک ایسا ہو گا کہ گویا اس نے ستر حج اور عمرے کیے اور ان کے لیئے ایسا ثواب ہو گا کہ انہوں نے گویا چالیس غلام آزاد کئے اور فرض کرو کہ وہ غلام بھی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور ہر غلام کی قیمت بارہ ہزار دینار ہے۔

اے ابوذر! تم کہو تو میں اور بیان کروں۔ انہوں نے عرض کی ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ان میں سے جو کوئی اہل محبت کا ذکر کرے گا اور ہر سانس لے گا تو ہر سانس کے بدلے میں ہزار ہزار درجہ ان کے لکھے جائیں گے۔

اے ابوذر! اگر تم چاہو تو میں اور زیادہ بیان کروں انہوں نے عرض کی ہاں یارسول اللہ ﷺ کیوں نہیں آپ ﷺ نے فرمایا اگر ان میں سے کوئی جبل نبات کے نیچے دو رکعت نماز پڑھے گا تو اس کو نوح علیہ السلام کی ہزار برس کی عمر کا ثواب ملے گا۔

اے ابوذر! اگر تم چاہو تو میں اور زیادہ بیان کروں۔ انہوں نے عرض کی ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر ان میں سے کوئی ایک تسبیح کہے گا تو وہ تسبیح قیامت کے دن خدا کے نزدیک اس سے زیادہ بہتر ہو گی کہ اس کے عوض میں دنیا کے پہاڑ سونا چاندی کے ہو کر اس کے ساتھ پھرا کریں

اے ابوذ!ر اگر تم چاہو تو میں اور زیادہ بیان کروں۔ انہوں نے عرض کی: ہاں یارسول اللہ ﷺ کیوں نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی ان میں سے ایک دوسرے پر نظر ڈالے گا تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ نظر بیت اللہ پر ڈالنے سے زیادہ بہتر ہو گی اور جو کوئی انہیں دیکھے گا گویا اس نے خدا تعالیٰ کو دیکھا اور جو انہیں خوش کرے گا تو گویا اس نے خدا تعالیٰ کو خوش کیا اور جو انہیں کھانا کھلائے گا تو گویا اس نے خدا تعالیٰ کو کھانا کھلایا۔

اے ابوذر! اگر تم چاہو تو میں اوزیادہ بیان کروں۔ انہوں نے عرض کی ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ ﷺ نے فرمایا گنہگار لوگ جو اپنے گناہوں پر اصرار بھی کرتے ہوں گے جب ان کے پاس بیٹھ کر اٹھیں گے تو وہ اپنے گناہوں سے پاک ہو جائیں گے۔

مناصب اولیاء اللہ پر تفصیلی بحث

غوث اور قطب

اقطاب کے فرائض

قطب مدار

قیّوم

انسان کامل

لفظ غوث کی تشریح

مستجاب الدعوات ہونے کا مفہوم

شرائط و آداب دعا

عدم قبولیت دعا

ابدال۔ قطب۔ غوث۔ قیوم وغیرہ اولیاء اللہ کی خاص اصطلاحات ہیں۔ان کے متعلق بزرگان دین اور صوفیائے کرام کا یہ عقیدہ ہرگز نہیں کہ یہ کوئی مافوق الفطرت متصرف ۔خود مختار۔نافع۔عالم الغیب حاضر وناظر یا مسجود خلائق ہستیاں ہیں "جن کو غائبانہ فریاد رسی کے لیے پکارنا جائز ہو" بعض اہل بدعت نے ان سے غلط مفہوم لیا ہے،اور خود گمراہ ہوئے اور لوگوں کو گمراہ کیا۔ادھر بعض غالی حضرات نے لفظ غوث پر خوامخوااعتراض کئے ہیں،یہ دونوں گروہ افراط و تفریط کا شکار ہوئے۔

غوث اور قیوم کی اصطلاحات تمام کتب نظامیہ میں موجود ہیں اور بڑے بڑے موحدوں نے اپنی ذاتی تحریروں میں یہ اصطلاحات استعمال کی ہیں۔مولانا حسین علی صاحب نے فوائد عثمانیہ میں کئی مقامات پر لفظ غوث استعمال کیا ہے اسی طرح شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "تفسیر مظہری" میں یہ لفظ استعمال کیا ہے۔

غوث اور قطب

صوفیاء کی بعض اصطلاحات کی اصل تو خود قرآن وحدیث میں موجود ہے جیسے ابرار اخیار اور نقباء وغیرہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ان اصطلاحات پر ایک مستقل رسالہ لکھا ہے، جس کا ذکر ہم گزشتہ باب میں کر آئے ہیں اس رسالہ میں غوث اور قطب کی بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ ﷺان اللہ عزوجل فی الخلق-----"

"ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ خدا کے تین سو بندے مخلوق میں ہیں جن کے قلوب حضرت آدمؑ کے قلب کی مانند ہیں۔چالیس ایسے ہیں جن کے قلوب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قلب کی مانند ہیں۔سات ایسے ہیں جن کے قلوب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قلب کے سے ہیں۔پانچ ایسے ہیں جن کے قلوب حضرت جبرائیل علیہ السلام کے قلب پر ہیں۔تین ایسے ہیں جن کے قلوب حضرت میکائیلؑ کے قلب پر ہیں اور ایک ایسا بندہ ہے جس کا قلب حضرت اسرافیل علیہ السلام کے قلب پر ہے"

نیز فرمایا۔

"اخرج الخطیب من طریق عبداللہ بن محمدالعیسی و ھوالحافظ ابو بکر-----"

"خطیب نے بذریعہ ابو بکر ابن ابی شیبہ حدیث کا اخراج کیا کہ میں نے کنانی سے سنا کہ نقباء تین سو ہیں اور نجباء ستر ہیں۔ابدال چالیس ہیں۔اخیار سات، قطب چار اور غوث ایک ہے"

نیز فرمایا:**"عن انس قال قال رسول اللہﷺلن تخلوالارض-----"**

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ چالیس آدمیوں سے زمین خالی نہ رہے گی جو مثل خلیل اللہ علیہ السلام کے ہیں تو ان کی وجہ سے تم پر بارش برسائی جائے گی، اور ان کی وجہ سے تمہاری مدد کی جائے گی اور ان کی وجہ سے تمہیں رزق دیا جائے گا۔مجمع الزوائد میں ہے کہ اس کے اسناد حسن ہیں"

فائدہ-حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے شواہد کثیرہ حدیثوں میں موجود ہیں۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کی تفصیل خطیب کی حدیث نے کردی، ان روایات سے چار قطب اور ایک غوث کے مناصب ثابت ہوئے۔اقطاب کے فرائض کے متعلق امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح فرمادی ہے۔

اقطاب کے فرائض

"قطب ابدال واسطہ وصول فیض است کہ وجود عالم بہ بقائے آں تعلق دارومہ وقطب
ارشادواسطہ فیوض است کہ بارشادوہدایت تعلق دارد۔پس تخلیق وترزیق وازالہ بلیلات
ودفع امراض وحصول عافیت وصحت منوط بہ فیوض مخصوصہ قطب ابدال است وایمان
وہدایت وتوفیق حسناتوانابت از سئیات نتیجہ فیوضات قطب ارشاداست 44"

قطب ابدال عالم کے وجود اور اس کی بقا سے تعلق رکھنے والے امور میں وصول فیض کا واسطہ ہے اور قطب ارشاد ہدایت وارشاد سے متعلق امور میں وصول فیض کا ایک واسطہ ہے، اس لیے پیدائش،رزق، مصائب سے دور ہونے اور صحت و آرام کے حاصل ہونے کا تعلق قطب ابدال کے فیض کے ساتھ مخصوص ہے،اور ایمان ہدایت نیک کاموں کی توفیق اور توبہ وغیرہ کا تعلق قطب ارشاد کے فیض کا نتیجہ ہے۔

قطب مدار

اور قطب مدار کے متعلق قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کے واقعے کے تحت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت خضر علیہ السلام کا قول نقل فرمایا ہے **"وجعلنااللہ تعالی معیناللقطب المدار من اولیاءاللہ تعلی الذی جعلہ۔۔۔۔۔۔"**

حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا۔ اللہ تعالی نے ہم کو قطب مدار کا معاون بنایا ہے جو اولیاء اللہ سے ہے، جسے اللہ تعالی نے دنیا کے بقاء کا سبب بنایا ہے۔ اس کے وجود کی برکت سے بقائے عالم ہے۔ اور فرمایا کہ اس وقت قطب مدار یمن میں ہے اور وہ شافعی فقہ کا متبع اور ہم اس کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں"

اور وہ حدیث جس کو علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کنانی سے روایت کیا ہے۔ اس کے آخیر میں والغوث واحد کے آگے روایت یوں ہے۔

" فمسکن النقباءالمغرب ومسکن النجباء مصر و مسکناالابدال الشام ولا۔۔۔۔"

نقباء کا مسکن مغرب، نجباء کا مصر، ابدال کا شام ہے۔ اخیار سیاح ہوتے ہیں۔ قطب زمین کے گوشوں میں ہوتے ہیں۔ جب مخلوق کو عوامی مصیبت آجائے تو دعا کے لیے نقباء ہاتھ پھیلاتے ہیں، اگر قبول نہ ہو نجباء پھر اخیار پھر قطب، اگر پھر بھی قبول نہ ہو غوث دعا کے لیے ہاتھ پھیلاتا ہے (گویا یہ ترتیب ضروری نہیں) حتیٰ کہ اس کی دعا قبول ہو جاتی ہے"

قیوم

قیوم کے متعلق امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"آں عارفے کہ بہ مرتبہ قیومیت اشیاءگشتہ حکم وزیرداردکہ مہمات مخلوق رابادمرجوع داشتہ اندبر چند انعامات از سلطان است اماوصول آنہا مربوط بتوسطہ وزیر است"27

"وہ عارف جو قیوم کے منصب پر فائز ہو، وزیر کا حکم رکھتا ہے کہ مخلوق کے اہم امور کا تعلق اسی سے ہے، گو انعام تو بادشاہ کی طرف سے ہوتے ہیں، مگر وہ وزیر کی وساطت سے ملتے ہیں"

فرد اور قطب وحدت کا مفہوم بعینہ وہ حدیث ہے جو رسول کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے بطور دعا غزوہ بدر میں زبان مبارک پر آئی۔

"الھم ان تھلک ھذہ العصابۃ لاتعبد فی الارض ابدا"

"الٰہی اگر اس جماعت کو ہلاک کر دیا تو آپ کی عبادت زمین میں کبھی نہ کی جائے گی"

معرفت توحید، فیضان کا عام اور جلد ہونا قطب وحدت اور افراد کی خصوصیات میں سے ہے، اور معرفت ذات باری تعالیٰ اس سے وابستہ ہوتی ہے۔

انسان کامل

امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"معاملہ انسان کامل تا بجائےرسدکہاورقیوم جمیع اشیاءبحکم خلافت می لسا زندہ بمہ ر راافاضہ وجودوبقائے سائرکمالاتظاہری تبوست اومی رسانند"

معلوم ہوا کہ قیوم انسان کامل ہوتا ہے، اور کل احکام ظاہری و باطنی قیوم کی ذات سے وابستہ ہیں کیونکہ یہ بمنزلہ وزیر کے ہیں یہ مفہوم حدیث سے بھی متبادر ہوتا ہے

"قال انما انا قاسم واللہ یعطی" "میں تقسیم کنندہ ہوں دیتا اللہ تعالیٰ ہے"

قیوم! اولوالعزم رسول کا نائب ہوتا ہے۔ اس کا مخالف فیض سے محروم رہتا ہے، کیونکہ وہ حکومت کے وزیر کا باغی ہوتا ہے، اور باغی کو حکومت کی طرف سے انعام نہیں ملا کرتا۔ ہر چیز اچھی یا بری سلطان الملک یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے وزیر کے ذریعے مخلوق کی طرف آتی ہے، جب مخلوق مصیبت میں مبتلا ہو جاتی ہے تو غوث بارگاہ رب العزت میں درخواست پیش کرتا ہے، اللہ تعالیٰ چاہے تو اس کی دعا قبول فرما کر مصیبت دور کر دیتا ہے۔ خیال رہے کی غوث کوئی خود مختار ھستی نہیں، بلکہ مستجاب الدعوات انسان ہوتا ہے اسی طرح قیوم کل انعامات کا سبب ہوتا ہے اور قطب ابدال قطب ارشاد جزوی انعامات کا ذریعہ ہیں، اور خاص خاص ایک ایک انعام پر مقرر ہیں اور قطب وحدت اور فرد کا تعلق براہ راست ذات باری سے ہوتا ہے اس لیے ان کا مرتبہ غوث اور قیوم سے بہت بلند ہے۔

لفظ شریف غوث کی تشریح

لسان العرب میں لفظ غوث کی تشریح یوں کی گئی ہے:

غوث:احباب غوثاہ :وغواثہ،وغواثہ یعنی غوث اسم مصدر بمنی الفاعل ہے،اور اسکے معنی "پکارنے والا" "دعا کرنے والا" "فریاد کرنے والا" ہوں گے۔

اس کی دلیل یہ ہے کہ محاورہ عرب میں غوث بمعنی دعا اور پکار کے ہی ہیں جیسے لسان العرب میں ہے:

"ولمیات فی الاصوواث شی بلفتح غیرہ وانما۔۔۔۔"

پس غوث اسم مصدر ہے جس کے معنی آواز دینا پکارنا اور دعا کرنا ہے جیسے **غوث الرجل واستغاث صاح واغوثاہ** اصطلاح صوفیہ میں غوث اس مستجاب الدعوات ہستی کے لئے بولا جاتا ہے جو اللہ تعالی سے فریاد کرتا ہے اور دعا کرتا ہے اور لغت عرب اسی معنی کی تائید کرتی ہے،اس لفظ کا معنی "فریادرس" کرنا محض ایک عامیانہ رواج ہے۔

مستجاب الدعوات ہونے کا مفہوم

عام طور پر یہ خیال ایک عقیدے کی حیثیت اختیار کر چکا ہے کہ جب کوئی انسان منازل سلوک طے کر کے عارف باللہ ہو جاتا ہے تو اس کی ہر دعا قبول ہو جاتی ہے،لیکن حقیقت یہ ہے کہ دعا بہر حال ایک درخواست ہے۔حکم نہیں،دیکھیے انبیاء علیہم السلام مستجاب الدعوات ہوتے ہیں مگر ان کی بھی ساری دعائیں قبول نہیں ہوتیں امام الانبیاء ﷺ کی شان اور مرتبہ سب انبیاء سے ارفع ہے مگر آپ ﷺ وہ دعا جو رفع اختلاف امت کے متعلق تھی منظور نہ ہوئی تو یہ خیال کرنا کہ کسی عارف کی ہر دعا قبول ہو جاتی ہے سراسر زیادتی اور کم فہمی کی دلیل ہے۔

صوفیائے کرام کے نزدیک اولیاء اللہ میں صرف غوث،قیوم،فرد،قطب وحدت اور صدیق مستجاب الدعوات ہوتے ہیں۔ان کے علاوہ بھی اگر اللہ تعالی کسی کو مستجاب الدعوات بنادے تو ناممکن نہیں ہے۔ان پانچ مناصب کے حضرات بھی کوئی خود مختار،مافوق الاسباب ہستیاں نہیں ہوتی،بلکہ اللہ تعالی کی محتاج ہیں اور اسی کے حضور دعا کے لئے ہاتھ پھیلاتے ہیں،ان کا دعا کرنا ہی ان کے محتاج ہونے کی دلیل ہے اور یہ حضرات دعا بھی باذن اللہ مانگتے ہیں۔پس مستجاب الدعوات ہونے سے مراد یہ ہوئی کہ ان حضرات کی دعائیں اکثر قبول ہو جاتی ہیں،اور اگر ان کی کوئی دعا قبول نہ ہو تو یہ ان کے منصب کے منافی نہیں۔ہر کس و ناکس کی بھی تو بعض دعائیں قبول ہو جاتی ہیں،حتیٰ کہ ابلیس کی یہ درخواست اللہ تعالیٰ نے منظور فرمائی کہ رب انظرنی الی یوم یبعثون۔کسی ایک دعا کے قبول ہونے یا بعض دعاؤں کے قبول ہونے سے کوئی مستجاب الدعوات نہیں ہو جاتا۔

شرائط و آداب دعاء

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں درخواست کرنے کے لئے کچھ آداب ہیں اور دعا کی قبولیت کے لیے چند شرائط ہیں،کتاب و سنت میں ان شرائط کو ملحوظ رکھنے کے لئے تاکید فرمائی گئی ہے:

1 - غذا کا حلال اور پاکیزہ ہونا

"قال تعالیٰ یا ایھا الرسل کلو امن الطیبات واعملو اصالحا وقال تعالیٰ یاایھاالناس کلو مما فی الارض" "اے گروہ انبیاء پاکیزہ رزق کھایئے اور نیک عمل کیجئے۔اور اے اہل ایمان زمین کی پاکیزہ اور حلال چیزیں کھاؤ"

"وعن عباس قال ثلیث ھذہ الایۃ عند رسولﷺفقام سعد ابن ابی۔۔۔۔"

"ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت حضور ﷺ کے سامنے پڑھی گئی تو سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ کھڑے ہو گئے اور عرض کی کہ حضور ﷺ میرے حق میں دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے مستجاب الدعوات بنادے حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ رزق حلال کھاؤ،مستجاب الدعوات بن جاؤ گے۔قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد ﷺ کی جان ہے انسان جب لقمہ حرام پیٹ میں ڈالتا ہے تو چالیس دن تک اس کا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔اور جس انسان کا گوشت حرام غذا سے بنا ہو اس کے لیے آگ ہی بہتر ہے"

"وقال تعالی یا ایھاالذین امنوا کلو امن طیبات۔۔۔۔"(راوہ مسلم)

"حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ اہل ایمان!پاکیزہ رزق کھاؤ جو ہم نے تمہیں دیا ہے،پھر آپ ﷺ نے اس کا ذکر کیا جو طویل سفر کرتا ہے سر کے بال پراگندہ اور غبار آلود ہیں،آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا اٹھا کہ اللہ سے دعا کرتا ہے حالانکہ اس کا کھانا پینا حرام کا ہے،لباس حرام کا ہے،غذا حرام کی ہے،پھر اس کی دعا کیوں کر قبول کی جائے گی"

2- لباس کا پاک ہونا اور حلال کمائی سے تیار ہونا

"قال تعالی ولیاس التقویذلک خیروقال تعالیٰ فشیابک......"

"اللہ تعالی نے فرمایا لباس تقویٰ کا اچھا ہے، اور فرمایا اے نبی ﷺ اپنے لباس کو پاک صاف رکھیں اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے حرام مال پایا اور اس سے قمیض بنائی اور پہنی اس کی نماز قبول نہ ہوگی جب تک اس لباس کو اپنے وجود سے جدا نہ کردے"

3- بدن کا پاک ہونا حدیث کبیر اور صغیر سے

"قال تعالیٰ فیہ رجال یحبون ان یتطہیروا واللہ یحب المطھرین"

"اللہ تعالی نے فرمایا اس مسجد میں ایسے مرد ہیں جو پاکیزگی کو دوست رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پاک صاف رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے"

4- سحر کا وقت ہونا

"قال تعالیٰ وبالاسحار ھم یستغفرون"

"اور اہل تقویٰ سحر کے وقت اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں"

5- استقبال قبلہ۔

6- خلوص نیت

"قال تعالی فا دعواللہ مخلصین لہ الدین وقال النبیؐ انما الاعمال بلنیات"

"پس اللہ تعالی کو خلوص دل سے پکارو" اور حضور ﷺ نے فرمایا اعمال کا مدار نیت پر ہے"

7- ادب سے دوزانوں بیٹھ کر دعا کرنا

" وسط یدبہ ورفعھما حذو منکیہ وکشفھا مع ......"

"ہاتھوں کو پھیلائے شانوں تک اٹھائے اور کھول کر رکھے، اور ادب خشوع و خضوع کا خیال رکھے، اور اللہ تعالی کے اسمائے حسنیٰ کے ساتھ دعا مانگے اور منقولہ دعائیں پڑھے اور اور انبیاء اور اولیاء اللہ کے توسل سے بڑی دھیمی آواز سے دعا کرے اور دعا ختم کر کے ہاتھ چہرے پر پھیر دے"

8- قبل از دعا کسی عمل صالح کا ہونا ضروری ہے

9- دعا کسی قطع رحمی کے لیے نہ ہو۔

10-دعا میں حرام اور گناہ کا مطالبہ نہ ہو

11- دعا امر محال کے لیے نہ ہو

12-مقبولیت دعا میں جلدی نہ کرنا، یعنی یہ خیال نہ کرنا کہ ابھی ابھی دعا قبول ہو جائے اور اگر ایسا نہ ہو تو دعا ہی ترک کر بیٹھے۔

13-مستجاب الدعوات ہونے کے لئے متقی ہونا شرط ہے انما یتقبل اللہ من المتقین اور متقی کی تعریف حضور اکرم ﷺ نے یوں فرمائی:

"قال النبی ﷺ لا یسلغ الرجل ان یکون من المتقین حتی یدع ما لا باس بہ حذر الما بہ باس"

"حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ آدمی اس وقت تک متقی نہیں ہو سکتا، جب تک اس چیز کو ترک نہ کر دے جس میں (بظاہر) حرام کا شبہ نہیں، مگر اس اندیشے سے کہ وہ چیز کہیں حرام تک نہ لے جائے"

فائدہ: متقی کے لئے مشکوک مال، غذا، لباس وغیرہ سے اجتناب لازمی ہے کیونکہ حرام کھانے والا جہنمی ہے، اور جہنمی متقی نہیں ہو سکتا۔

عدم قبولیت دعا

"ولا یعترصعلی ذلک یتخلفہ عن بعض الداعین لان سبب المختلف........"

بعض دعا کرنے والوں کی دعا کے قبول نہ ہونے پر اعتراض نہ کیا جائے، کیونکہ دعا کا قبول نہ ہونا کسی شرط میں خلل واقع ہو جانے کے سبب سے ہوتا ہے، جیسا کہ کھانے پینے اور لباس کے معاملے میں احتیاط نہ کی جائے، اور یاد عا کرنے والے نے جلدی کی یا کسی گناہ یا قطع الرحمی کی دعا کی، یا دعا تو قبول ہوگئی مگر مطلوب کے حصول میں اس بندے کی مصلحت کی وجہ سے تاخیر کی گئی یا کسی ایسے امر کی وجہ سے تاخیر ہوگئی جسے اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے"

فائدہ: معلوم ہوا کہ بعض اوقات دعا قبول تو ہو جاتی ہے مگر قبولیت کا ظہور مدت کے بعد ہوتا ہے مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا تو قبول ہوگئی مگر اثر چالیس سال کے بعد ظاہر ہوا حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ **سوف استغفر لکم ربی** تو اس کا اثر اٹھارہ سال کے بعد ظاہر ہوا۔ حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا تو قبول ہوگئی مگر 13 سال بعد بیٹا پیدا ہوا۔ اور دعا کی قبولیت کے متعلق اللہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"وانما یتفق ذلک لمن تعودالذکر واستائس بہ......"

اس شخص کی دعا کی قبولیت پر اتفاق ہے جو ذکر الٰہی کا عادی ہو اور ذکر سے انس پیدا کر چکا ہو ذکر الٰہی کا اس پر ایسا غلبہ ہو کہ ہر سانس میں، نیند میں بیداری میں غفلت نہ ہو ایسا شخص مستجاب الدعوات ہوتا ہے اور قبولیت صلوۃ سے نوازا جاتا ہے۔

"ومن حقوق النفس قطھا عما سوی اللہ تعالی جل جلالہ لہ لکن ذالک یحتص بالتعلقات القلبیۃ"

(اور یہ دوام ذکر الٰہی اس شخص کو حاصل ہوتا ہے) جس کا تعلق قلبی ماسوائے اللہ سے بالکل منقطع ہو چکا ہو لیکن یہ ذکر مختص ہے ذکر قلبی سے "

فائدہ: معلوم ہوا کہ مستجاب الدعوات وہ شخص ہوتا ہے، جس کا تعلق قلبی اللہ تعالیٰ کے ساتھ پختہ ہو۔ مخلوق سے قلبی انقطاع مکمل، ہو تزکیہ نفس مکمل ہو چکا ہو۔ دوام ذکر حاصل ہو، یہ اوصاف صرف اولیاء اللہ کاملین میں پائے جاتے ہیں، اس لیے مستجاب الدعوات بھی وہی ہوتے ہیں۔ شیخ ابن الہمام نے اپنی کتاب "سلاح المومنین" میں دعا کا طریقہ یوں بیان فرمایا ہے۔ کہ ابتدا یوں کرے **الحمد للہ رب العالمین الحی القیوم العلی العظیم والرحمن الرحیم السمیع العلیم الاول القدیم الحلیم الحکیم حمد کثیرا طیبا مبارکا فیہ حمدا یوفی نعمہ ویکافی مزیدہ ولانخصی ثناء علیہ ھوکما النی علی نفسہ فلک الحمد حتی ترضی**

پھر کہے:-

"الھم صل وسلم وشرف وکرم وعظم علی رسولک سیدنا محمد النبی الامی اظایرالذکی والہ الطیبین وصحبہ المحققین وسلم علیھم تسلیما عدد ما ذکرہ الذاکرون وعفل عن ذکہ الغافلون"۔ پھر اپنا مطلب پیش کرے۔